PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

نیلی قبر کا خفیہ راستہ

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو!

ماریا اور چوکور آنکھوں والی خلائی لڑکی کیٹی امجد کی تلاش میں ظالم ہامان کے انگور کے باغوں میں آتی ہیں۔ یہاں امجد نہیں ملتا مگر تہہ خانے میں ایک حبشی لڑکی زنجیروں میں جکڑی ہوئی ملتی ہے۔ اس سے ماریا اور کیٹی کو امجد کا سراغ ملتا ہے۔ وہ ہامان کی حویلی کی طرف جاتی ہیں۔ آدھی رات ہو چکی ہے۔ شہر کی گلیاں تاریک اور سنسان ہیں۔ ایک بت خانے کے قریب سے گزرتے ہوئے انہیں کسی ماں کے رونے کی آواز آتی ہے جو اپنے بیٹے کی زندگی کے لیے بت خانے کے مہنت سے فریاد کر رہی ہے۔ ماریا اور کیٹی بت خانے میں جانے لگتی ہیں کہ پجاری بوڑھی ماں کو دھکے دے کر بت خانے سے باہر نکال دیتے ہیں۔ مہنت کہتا ہے اگر تمہارا بیٹا چوکور آنکھوں والی مخلوق نہ لایا اسے قتل کر دیا جائے گا۔ ماریا کیٹی کی طرف دیکھتی ہے جس کی آنکھیں چوکور ہیں۔ کیوں نہ کیٹی خود کو بت خانے کے مہنت کے سامنے پیش کر دے تاکہ بوڑھی عورت کا بیٹا واپس مل جائے۔ کیٹی یہ فیصلہ کر کے بت خانے کی طرف بڑھتی ہے۔ پھر کیا ہوتا ہے؟ یہ آپ خود پڑھ لیں گے۔

آپ کا دوست

اے حمید

قیمت ۵۰/۷ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اول ——— ۱۹۸۳ء

ناشر: نیا مکتبہ اقرا، ۱۲ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طابع: الحمید پرنٹرز، لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

- شیطان کے پجاری
- حویلی کی چڑیل
- انسانی کھوپڑیوں کی دیوار
- قاتل مردوں کا شہر
- نیلی قبر کا خفیہ راستہ

شیطان کے پجاری

ماریا اور خلائی لڑکی کیٹی کچھ دیر ٹیلے کے پاس کھڑی رہیں۔

رات بڑی تاریک تھی۔ آسمان پر چاند کہیں دکھائی نہ دیتا تھا۔ ستارے بہت دور ٹمٹما رہے تھے کچھ فاصلے پر ذرا اونچائی پر شہر بعلبک کے کالے کالے بڑے بڑے دھبے نظر آرہے تھے جہاں شہر کے دروازوں پر مشعلیں جل رہی تھیں۔ کھیتوں میں ایک جگہ چراغ ٹمٹماتا نظر آرہا تھا۔ خلائی مخلوق یعنی سفید پروں والے سیاہ گھوڑے نے ماریا کو بتایا تھا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں لاہور کے گارڈن ٹاؤن کا دسویں جماعت کا طالب علم امجد ظالم یہودی ہامان کی قید میں پڑا غلاموں کی طرح اس کے کھیتوں اور انگور کے باغ میں کام کرتا اور ظلم و ستم سہہ رہا ہے۔ جیسا کہ آپ نے پچھلی قسط میں پڑھا ہو گا۔ یہ لڑکا امجد عنبر کے ساتھ لاہور سے ان کی پر اسرار دنیا میں چلا آیا تھا۔ عنبر کسی اور جگہ نکل گیا تھا اور امجد ڈھائی ہزار برس پہلے بادشاہ سائرس کے ملک ایران کے شہر بعلبک میں نکل آیا۔ جہاں اسے غلام بنا کر فروخت کر دیا گیا اور اپنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہودی مالک شیخ ہامان کی قید میں پڑا تھا۔ ماریا کو جب اس کا علم ہوا کہ لاہور کا ایک لڑکا عنبر ناگ ماریا سے ملنے کے شوق میں ان کی پر اسرار اور خطرناک دنیا میں نکل آیا ہے اور اس وقت سخت مشکل میں ہے تو وہ اس کی مدد کے لیے یہاں پہنچ گئی۔

ماریا کے ساتھ خلائی لڑکی اور اس کی پیاری سہیلی کیٹی بھی تھی جو خدا خدا کر کے اب بڑی ہو چکی تھی۔ کیونکہ اب تک وہ کسی سحر کے زور سے چھنگلی کے برابر رہ کر بڑی مشکل سے زندگی بسر کر رہی تھی مگر خلائی گھوڑے نے اس کی بھی مدد کی تھی اور اس کا قد پھر سے بڑا ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ خلائی گھوڑے نے اس کے اندر بے پناہ طاقت بھی ڈال دی تھی۔ یعنی اب خلائی لڑکی کیٹی پر بھی عنبر کی طرح نہ تو تلوار کا اثر ہو سکتا تھا اور نہ آگ اثر کر سکتی تھی۔ اور اب وہ ماریا کو دیکھ بھی سکتی تھی۔ ماریا اور کیٹی رات کے اندھیرے میں اس طرف چل پڑیں جدھر انہیں دور سے ایک دیا ٹمٹماتا نظر آ رہا تھا۔

یہ دیا انگور کے باغ میں ایک جھونپڑے کے باہر روشن تھا۔ اندھیرے میں کیٹی کو دیکھ کر ایک کتا زور سے بھونکنے لگا۔ کتے کی آواز پر جھونپڑے میں سے ایک

لمبا تڑنگا حبشی ڈنڈا اٹھائے باہر نکلا۔ اس کی نظر کیٹی پر پڑی تو قریب آ کر گھور کر دیکھا اور بولا۔

"کون ہو تم؟"

ماریا بھی کیٹی کے پاس ہی کھڑی تھی مگر وہ اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"مسافر عورت ہوں دور سے سفر کرتی آ رہی ہوں یہاں سے گزرنے لگی تھی کہ کتا بھونکنے لگا۔"

حبشی نے کیٹی کے سفید چست لباس کو اوپر سے نیچے تک دیکھا اور مکاری سے مسکرایا۔

"جان من! اب تمہیں یہیں رہنا ہو گا۔"

اور کیٹی کو بازو سے پکڑ کر اپنے جھونپڑے کی طرف کھینچنے لگا۔ کیٹی نے بڑبڑا کر ماریا کو آواز دی۔ حبشی بولا۔

"یہاں کون ماریا رہتی ہے تمہاری جس کو آواز دے رہی ہو۔"

اور قہقہہ لگا کر اس نے کیٹی کو کاندھے پر اٹھا لیا۔ کیٹی تڑپ کر نیچے آنے کی کوشش کرنے لگی مگر حبشی بہت طاقتور تھا۔ اگرچہ کیٹی کے اندر اتنی طاقت آ گئی تھی کہ نہ تو اس پر تلوار کا اثر ہوتا تھا اور نہ آگ اثر کرتی تھی اور نہ پانی میں ڈوب سکتی تھی لیکن اوپر سے وہ بالکل عورت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی اور عورت کی طرح ہی کمزور بھی تھی۔ یہی وجہ ہے
کہ اس نے مدد کے لیے ماریا کو پکارا۔ ماریا نے وہیں سے
حبشی کو للکارا۔

"چھوڑ دے بدبخت اس لڑکی کو"

"کون ہے تُو؟ کہاں ہے؟"

حبشی سمجھا کہ کوئی اس کی نوکرانی پیچھے ہو گی جس کو یہ
مدد کے لیے آواز دے رہی ہے۔ وہ کیٹی کو گھسیٹنے لگا۔
کیونکہ کیٹی اس کے کاندھے پر سے اتر آئی تھی۔ ماریا نے
حبشی کی گردن پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"چھوڑتا ہے کہ نہیں؟"

حبشی نے دیکھا کہ لڑکی کے دونوں ہاتھ اس کی گرفت میں تھے
پھر یہ تیسرا ہاتھ کس نے اس کے کاندھے پر رکھ دیا تھا۔
وہ ڈر سا گیا۔ مگر ظالم آدمی تھا اور اجڈ بھی تھا۔ اس نے
کوئی پروا نہ کی اور کیٹی کو پھر سے اٹھا کر کاندھے پر
رکھنے کی کوشش کرنے لگا۔ ماریا نے ایک زوردار طمانچہ
اس کے گال مارا۔ کڑاکے کی آواز آئی اور حبشی کا منہ گھوم
گیا۔ غصے سے آنکھیں سرخ ہو گئیں۔ ڈنڈا اٹھا کر کیٹی کے
سر پر مارا۔ کیٹی اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلی تھی۔ وہ اپنی طاقت
آزمانا چاہتی تھی۔ ڈنڈا اس کے سر پر اس قدر زور سے

لگا کہ کوئی عام عورت ہوتی تو اس کا بھیجہ پاش پاش ہو چکا
ہوتا مگر اس کی بجائے ڈنڈا دو ٹکڑے ہو گیا اور کیٹی کو ذرا
سی خراش تک بھی نہ آئی۔ وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

"اب تمہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں کوئی عام
عورت نہیں ہوں۔ اور میں اکیلی بھی نہیں ہوں"

حبشی حیران پریشان کھڑا اندھیرے میں اسے تک رہا
تھا۔ ماریا نے اس کی گردن پر ایک زوردار ہاتھ مارا۔
اس کی گردن ایک دم سے ٹیڑھی ہو گئی اور وہ جھپ
کھا کر ایسا گرا کہ پھر نہ اٹھ سکا۔ ماریا نے کہا۔

"میں اسے ایک عورت کو ہلاک کرنے کی کوشش
کی سزا دینی چاہتی تھی۔ چلو اس کے جھونپڑے کی
تلاشی لیتے ہیں"

"وہ کس لیے؟"

"پہلی بات تو یہ ہے کہ تمہارا عورت بن کر اکیلی پھرنا
مناسب نہیں۔ اندر چل کر مردانہ جوڑا تلاش کر کے
پہن لو۔ تاکہ تم آدمی نظر آؤ۔ دوسرے یہ دیکھتے ہی
کہ امجد یہاں قید تو نہیں ہے"

دونوں سہیلیاں جھونپڑے میں گھس گئیں۔ اندر سوائے
لکڑی کے ایک صندوق اور زمین پر بچھے ہوئے بوریئے کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور کچھ نہیں تھا۔ صندوق میں سے انہیں وہاں کے رواج کے مطابق ایک جوڑا مردانہ لباس کا مل گیا۔ اس زمانے کے لمبا کرتا اور گھیر دار تہمد اور سر پر باندھنے والا پٹکا۔ امجد وہاں کہیں نہیں تھا۔ کیٹی نے وہیں کھڑے کھڑے اپنا خلائی لباس اتار کر مردانہ لباس پہن لیا۔ اور خلائی سوٹ باہر جھاڑیوں میں پھینک دیا۔

"اب کیا ارادہ ہے؟" کیٹی نے پوچھا۔

"شہر چلتے ہیں یہودی ہامان کے محل میں امجد کو تلاش کرتا ہوگا۔ ہو سکتا ہے وہ اس کے محل میں غلام بن کر زندگی بسر کر رہا ہو"

وہ شہر کی طرف روانہ ہو گئیں۔ کیٹی نے مسکرا کر ماریا سے کہا۔

"مجھے اب بھی یقین نہیں آ رہا کہ اتنی زور سے میرے سر پر ڈنڈا پڑا ہو اور مجھے کچھ نہ ہوا ہو بلکہ الٹا ڈنڈا ٹوٹ گیا ہو"

"مجھے بھی یقین نہیں آ رہا مگر خلائی مخلوق ہونے کی وجہ سے تمہیں یہ طاقت مل چکی ہے۔ اچھی بات ہے۔ تم نے تکلیفیں بھی بہت اٹھائیں ہیں"

یونہی باتیں کرتیں وہ شہر کے دروازے کے پاس پہنچ

گئیں۔ راتوں کو اس زمانے میں شہر کے دروازے بند کر دیئے جاتے تھے اور جو کوئی مسافر اندر جانا چاہتا اس کی بہت جانچ پڑتال کی جاتی تھی۔ دروازے کے باہر پہرے دار پہرہ دے رہا تھا۔ ماریا اور کیٹی اس کے قریب پہنچیں تو پہرے دار نے کڑک کر پوچھا۔

"کون ہو تم جوان کہاں سے آ رہے ہو؟"

کیٹی چونکہ مردانہ لباس میں تھی اس لیے پہرے دار نے اسے مرد سمجھا تھا۔ کیٹی کی آواز ویسے بھی ذرا بھاری بھاری تھی چنانچہ لباس پہن کر وہ بالکل مرد لگتی تھی اور بولنے میں بھی کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا تھا۔ کیٹی نے کہا۔

"مسافر ہوں۔ صبح سفر پہ چلا تھا اس وقت پہنچا ہوں شہر میں داخل ہونا چاہتا ہوں"

"اس شہر میں تمہارا کون ہے؟"

"میرا — میرا ماموں رہتا ہے۔ ہیروں کا سوداگر ہے"

پہرے دار ہنسا۔

"تمہارا ماموں ہیروں کا سودا ہے اور تم گھوڑے کے بغیر سفر کر رہے ہو۔ سنا تم نے بھئی؟"

پہرے دار نے اپنے ساتھی کی طرف اشارہ کر کے کہا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور جو قریب ہی کھڑا تھا۔ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے کیٹی کو غور سے قریب آ کر دیکھا اور بولا۔

"یہ تو مجھے کوئی چور لگتا ہے۔ دیکھو تو اس کی آنکھیں چوکور ہیں"

پہرے دار نے بھی اب غور سے کیٹی کی چوکور آنکھوں کو دیکھا اور حیران سا ہو کر کہنے لگا۔

"میاں تمہاری آنکھیں چوکور کیوں ہیں؟ کیا تم کوئی جن بھوت ہو؟ انسانوں کی آنکھیں کبھی چوکور نہیں ہوتیں"

کیٹی نے کہا۔

"میں بیمار ہو گیا تھا جس کے بعد میری آنکھیں ایسی ہو گئیں"

وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑے۔

"ارے جاؤ جاؤ صبح آنا۔ رات کو میں تم ایسے خطرناک آنکھوں والے کو شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے سکتا"

کیٹی چونکہ ماریا کو اپنے قریب ہی کھڑی دیکھ رہی تھی اور اس کے لیے وہ غائب نہیں تھی۔ اس لیے قدرتی طور پر اس کے منہ سے نکل گیا۔

"اب کیا کریں ماریا؟"

پہرے دار تو ماریا کو بالکل نہیں دیکھ رہے تھے۔ اس

نے جو کیٹی کو کسی ایسی عورت کو مخاطب کرتے دیکھا جو انہیں نظر نہیں آ رہی تھی تو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگا۔ پھر کیٹی کے شانے کو پکڑ جھنجھوڑ کر بولا۔

"کیوں بے یہ کس کو آواز دے رہا ہے؟"

کیٹی کو اب اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ ماریا بھی دل میں ہنس رہی تھی۔ کہ ابھی کچھ دیر یہ اسی قسم کی غلطیاں کرے گی۔ پھر آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گی۔ ماریا نے اشارے سے کیٹی کو کہا کہ اب آپ ہی جواب دو۔ ماریا کے لیے بھی کسی ساتھ اشاروں میں بات کرنے کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ چونکہ اسے کوئی دیکھ ہی نہیں سکتا تھا اس لیے کسی کو اس کے اشارہ کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں تھا۔ کیٹی نے ماریا کا اشارہ دیکھ کر کہا۔

"بھائی۔ غلطی ہو گئی۔ معاف کر دو"

پہرے دار نے کیٹی کو پیچھے دھکا دے کر کہا۔

"چل بھاگ یہاں سے۔ صبح آنا"

کیٹی نے اگرچہ مردوں کے کپڑے پہن رکھے تھے مگر اندر سے وہ عورت تھی۔ وہ پہرے دار کا دھکا کھا کر زمین پر گر پڑی۔ اسے بڑا غصہ آیا کہ اس بدتمیز کو بات کرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔ اب اس کو نئی طاقت مل گئی تھی جس کی وجہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نے وہ بڑی دلیر ہو گئی تھی۔ اس نے اٹھتے ہی اس پہریدار کو جس نے اسے دھکا دیا تھا زور سے تھپڑ دے مارا۔ پہرے دار تو بوکھلا گیا کہ یہ کیا ہو گیا۔ اس نوجوان کی اتنی ہمت۔ ماریا کو معلوم تھا اب یہاں تلوار چلے گی۔ وہی ہوا۔ دونوں پہرے دار تلواریں لے کر کیٹی کی طرف لپکے اور اس پر اس طرح تلواریں برسانے لگے جیسے ان کا قیمہ کر رہے ہوں۔ ایک بار تو ماریا کو بھی فکر لگی کہ کہیں کیٹی مر ہی نہ جائے۔ اس نے آگے بڑھ کر دیکھا کہ تلواریں اس کے اوپر برس رہی تھیں اور وہ بڑے آرام سے زمین پر بیٹھی تھی۔ اس پر تلوار کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا۔

کیٹی نے اٹھ کر اپنی بڑی بڑی چوکور آنکھوں سے پہرے داروں کو گھور کر دیکھا اور منہ سے چڑیلوں ایسی آواز نکالی۔ پہرے دار پہلے بھی ڈرے ہوئے تھے کہ یہ کون سی مخلوق ہے کہ جس پر تلوار کے واروں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اب جو کیٹی نے منہ سے بھیانک آواز نکالی تو سمجھ گئے کہ ان کا کسی جن بھوت سے پالا پڑا ہے۔ بس پھر کیا تھا تلواریں وہیں پھینک کر ایسا بھاگے کہ مڑ کر بھی نہ دیکھا۔ ماریا نے شہر کے دروازے کی طاقچی کھولی اور وہ دونوں شہر میں داخل ہو گئیں۔ شہر کی ڈیوڑھی میں چراغ روشن

تھے اور لوگ سو رہے تھے۔ ڈیوڑھی میں سے گزر کر وہ شہر کی اس سڑک پر آ گئیں جو شہر کے بازاروں، گلیوں اور باغوں کی طرف جاتی تھی۔ ماریا نے کیٹی سے کہا۔

"یہ جو تمہاری چوکور آنکھیں ہیں اس کا بھی کچھ انتظام کرنا پڑے گا۔"

"کیا ہو سکتا ہے انتظام ماریا۔ یہ اب گول نہیں ہو سکتیں۔"

"گول تو نہیں ہو سکتیں۔ ابھی عینکیں ایجاد نہیں ہوئیں ورنہ تو کالا چشمہ پہن لیتیں۔"

کیٹی نے کہا۔

"میں صبح اپنی آنکھوں کے کونوں پہ پکی سیاہی اس طرح لگا لوں گی کہ آنکھیں چوکور نظر آنے کی جگہ گول اور لمبوتری معلوم ہوں۔"

"اگر ایسا ہو جائے تو ہم بڑی بک بک سے بچ جائیں گے۔ کیونکہ جو کوئی بھی تمہاری چوکور آنکھوں کو دیکھے گا تمہارے پیچھے لگ جائے گا اور عجیب پریشانی ہو گی۔"

"میں اس کا صبح بندوبست کر لوں گی۔" کیٹی نے کہا۔

یونہی چلتے چلتے ایک دوسرے سے بات چیت کرتے دونوں سہیلیاں اور دوست شہر کی گنجان گلیوں میں پہنچ گئیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اے حمید کا نیا سلسلہ سائنس فکشن
"خلائی مشن ڈبل زیرو"
ہر ناول ایک مکمل سائنسی کہانی

"خلائی گھڑی کا قیدی"

خلا کے ایک سیارہ "ٹوپاز" کی داستان جس میں انسان سینکڑوں سالوں سے زندہ چلے آ رہے ہیں۔ اچانک اس خلائی سیارہ میں کیلشیم کی کمی واقع ہو جانے سے بچے، بوڑھے، جوان مرنا شروع ہو جاتے ہیں۔
اسی خلا کے سائنس دان ہمارے سیارہ "زمین" کے ایک بچی اور بچے کو اغوا کر کے، زندہ حالت میں ان کے جسم سے ہڈیاں نکال کر کیلشیم بنا کر اپنے سیارہ ٹوپاز میں منتشر کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ جو سینکڑوں سال سے زندہ چلے آ رہے ہیں زندہ رہ سکیں۔
اس کے لیے وہ اپنے ایک خلائی سائنس دان "کورو" کو زمین پر بھیجتے ہیں۔
کیا کورو زمین پر پہنچ سکا یا کوئی بچی، بچہ اغوا کر سکا۔
ایک دلچسپ اور حیرت انگیز سائنسی داستان

خلائی گھڑی کا قیدی پڑھیے

جلد تاریخ اشاعت کا اعلان ہو گا۔

نیا مکتبہ اقرا ۱۴-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور ۸

گلیاں سنسان پڑی تھیں۔ کسی بھی مکان میں روشنی نہیں ہو رہی تھی۔ ان گلیوں میں پھرتے پھراتے وہ ایک کالے تکونے مینار والے بت خانے کے قریب سے گزریں تو انہیں اندر سے کسی عورت کی آواز آئی۔ وہ کھڑی ہو گئیں۔ کیونکہ اس آواز میں بڑا درد اور آنسو بھرے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے کوئی عورت کسی کے آگے ہاتھ پھیلا کر رحم کی بھیک مانگ رہی۔ ماریا نے کہا۔

"بت خانے کے اندر جا کر معلوم کرنا چاہیئے کہ اس بے چاری عورت پر کیا آفت آن پڑی ہے۔"

بت خانے کا دروازہ آدھا کھلا تھا۔ اس بت خانے میں بتوں کی پوجا ہوتی تھی اور کالا جادو بھی کیا جاتا تھا۔ ڈیوڑھی میں دونوں طرف مگرمچھوں کے بت بنے ہوئے تھے۔ آگے ایک اور دروازہ تھا۔ یہاں ہر طرف سے چراغ کی روشنی آ رہی تھی۔ ماریا اور کیٹی نے دروازے کے ساتھ لگ کر اندر دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت بت خانے کے موٹے مہنت کے سامنے زمین پر بار بار سجدہ کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے۔

"دیوتاؤں کے لیے میرے اکلوتے بیٹے کو چھوڑ دو۔ وہ میری آنکھوں کا نور ہے۔ میری زندگی کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہی سہارا ہے۔"

موٹا مہنت غرور سے گردن اکڑائے چوکی پر بیٹھا تھا۔ اس کے دائیں بائیں چار پجاری کلہاڑیاں کاندھوں پر رکھے کھڑے تھے کہ ذرا اشارہ ملے اور وہ بوڑھی عورت کے ٹکڑے اڑا کر رکھ دیں۔ مہنت نے بوڑھی عورت کے سر پر پاؤں سے ٹھوکر مار کر کہا۔

"سوائے میرے کوئی نہیں جانتا کہ تمہارا بیٹا کس جگہ پر اور وہ جن لوگوں کے ہاتھوں میں قید ہے وہ سفاک قاتل ہیں۔ جب تک تم اپنے بیٹے کی مدد سے ایک مخلوق نہ لا کر دو گی جس کی آنکھیں چوکور ہوں، تمہارے بیٹے کو وہ لوگ رہا نہیں کریں گے۔ کیونکہ تمہارا بیٹا جن بھوتوں کا عمل کرتا ہے اور وہ چوکور آنکھوں والی کسی مخلوق کو بلا سکتا ہے۔"

بوڑھی عورت نے روتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ بلا سکتا تو ضرور بلا لیتا۔ وہ مجبور ہے۔ یہ اس کے اختیار میں نہیں ہے۔"

مہنت نے پاؤں زمین پر مار کر کہا۔

"تو پھر دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ میں ان لوگوں سے تمہارے بیٹے کو صرف اسی وقت واپس دلا سکتا

ہوں جب تم مجھے کوئی ایسی مخلوق لا دو جس کی آنکھیں چوکور ہوں۔"

مہنت نے اپنے نوکروں سے کہا۔

"اس عورت کو مندر سے باہر نکال دو۔"

کیٹی نے ماریا سے کہا۔

"کیا خیال ہے ماریا؟ یہ تو میری تلاش میں ہے۔ میں اس عورت کے بیٹے کو ظالموں سے نجات دلا سکتی ہوں"

ماریا بولی۔

"ایسا ہی کریں گے مگر ذرا سلیقے سے اور طریقے سے۔ اس عورت کو گھر جا لینے دو۔"

مہنت کے ملازم پجاریوں نے بوڑھی عورت کو مندر سے باہر نکال دیا۔ وہ روتی ہوئی رات کے اندھیرے میں اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔ ماریا اور کیٹی اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔ جب وہ ایک گلی میں گھوم کر اپنے پرانے مکان میں داخل ہو گئی تو کیٹی نے دروازے پر دستک دی۔ کچھ دیر بعد اسی بوڑھی عورت نے آ کر دروازہ کھولا۔ اس کے ہاتھ میں چراغ تھا۔ کیٹی نے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اماں۔ میری آنکھوں کو دیکھ رہی ہو؟"

"ہاں بیٹا!"

"یہ چوکور ہیں نا؟"

"ہاں ہاں——" بوڑھی عورت نے خوش ہو کر کہا۔

"مجھے تمہارے بیٹے نے بھیجا ہے۔ چلو مجھے مہنت کے پاس مندر میں لے چلو۔ تاکہ وہ تمہارے بیٹے کو رہا کر دے۔"

بوڑھی عورت خوشی سے نہال ہو گئی۔ ماریا بھی مسکرا رہی تھی۔ کیٹی بھی خوش تھی۔ اسی وقت بوڑھی عورت مندر میں دوبارہ پہنچی اور اس نے مہنت کے آگے کیٹی کو پیش کر کے کہا۔

"یہ لو۔ میرے بیٹے نے تمہاری شرط پوری کر دی۔ اس نے چوکور آنکھوں والی مخلوق بھیج دی ہے"

مہنت نے کیٹی کی آنکھوں کو چراغوں کی روشنی میں خوب گھور گھور کر دیکھا۔ وہ سچ مچ چوکور تھیں اور نیلی بھی تھیں۔ وہ حیران رہ گیا۔ اس کو ایسی ہی مخلوق کی ضرورت تھی۔ بڑھیا نے کہا۔

"اب میرے بیٹے کو آزاد کرا دو"

مہنت نے کیٹی سے کہا۔

"تم اب یہاں سے نہیں جا سکو گے"

اس نے اپنے پجاریوں سے کہا۔

"اسے کوٹھڑی میں ڈال کر بند کر دو اور باہر سخت پہرہ لگا دو۔"

کیٹی بوڑھی عورت کے بیٹے کو آزاد دیکھنا چاہتی تھی۔ مگر وہ مندر میں نہیں تھا۔

پجاری نے کہا۔

"مجھے اپنا آدمی خط دے کر ان سفاک قاتلوں کے پاس بھیجنا ہو گا جن کے پاس تمہارا بیٹا قید ہے۔ میرا خط ملتے ہی وہ اسے آزاد کر دیں گے"

کیٹی نے کہا۔

"کوئی دھوکہ نہیں ہونا چاہیے"

"کوئی دھوکہ نہیں ہو گا"

اور مہنت نے ایک خط لکھ کر اس پر اپنی مہر لگا کر پجاری کو دیا اور کہا۔

"یہ خط جا کر پہاڑ والوں کو دے دو اور اس عورت کے بیٹے کو ساتھ لا کر اس کے گھر پہنچا دو"

کیٹی نے ماریا کو اشارہ کیا کہ وہ اس کے ساتھ جائے۔

جونہی پجاری خط لے کر باہر نکلا ماریا بھی اس کے پیچھے چل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دی۔ کیٹی نے عورت کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"اماں! تم اب گھر جاؤ۔ تمہارا بیٹا خیریت سے واپس آجائے گا"

بوڑھی عورت کیٹی کو دعائیں دیتی واپس ہوئی۔ دوسرے پجاریوں نے اسی وقت کیٹی کو پکڑ کر قابو کر لیا اور کوٹھڑی کی طرف لے کر چلے۔ کیٹی نے کہا۔

"مجھے جکڑنے کی کوشش نہ کرو۔ میں فرار نہیں ہوں گا"

کیٹی کم از کم اس وقت تک ضرور اس مندر میں رہنا چاہتی تھی جب تک کہ بوڑھی عورت کا بیٹا اپنے گھر واپس نہیں آجاتا۔ اس کے بعد کیٹی نے سوچ لیا تھا کہ وہ اس عورت کو کہے گی کہ اپنے بیٹے کو لے کر کسی دوسرے ملک چلی جائے کیونکہ جب کیٹی مندر سے فرار ہو جائے گی تو وہ مہنت اس بوڑھی عورت کے بیٹے کو پھر اغوا کر لے گا کہ چوکور آنکھوں والی مخلوق بھاگ گئی ہے اسے دوبارہ پیدا کر کے لاؤ۔

کیٹی کو وہ سب پجاری اور مہنت لڑکا ہی سمجھ رہے تھے۔ کیونکہ ایک تو اس کی آواز بھاری تھی۔ دوسرے اس نے مردوں کا لباس پہن رکھا تھا۔ کیٹی کو مندر

کے تہہ خانے میں ایک پتھر کی کال کوٹھری میں بند کر کے لوہے کے دروازے پر تالا لگا دیا گیا۔

ادھر ماریا مہنت کا خط لے جانے والے پجاری کے ساتھ ساتھ تھی۔ پجاری گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے دروازے کی طرف بڑھا۔ ماریا اس کے ساتھ ہی اس گھوڑے پر بیٹھی تھی مگر اسے کوئی خبر نہیں تھی۔ شہر کے دروازے پر جا کر پجاری نے اپنا نام بتایا۔ دروازہ کھول دیا گیا۔ شہر سے باہر نکلتے ہی پجاری نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور وہ ہوا سے باتیں کرنے لگا۔ ماریا بھی ساتھ ہی ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔ وہ شہر سے باہر نکل آئے۔ جب پجاری کا گھوڑا پہاڑ کے دامن میں پہنچا تو اس وقت صبح ہو رہی تھی۔ گھوڑا ایک جگہ باندھ کر وہ پہاڑ میں بنی ہوئی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اوپر جا کر پہاڑ کے اندر ایک کھوہ تھا جس کے باہر کالے کپڑوں والے دو آدمی پہرہ دے رہے تھے۔ ان کے چہرے سیاہ نقابوں میں چھپے ہوئے تھے۔ پجاری نے مہنت کا خط دکھایا۔ اسے فوراً اندر جانے کی اجازت مل گئی۔

ماریا بھی اس کے ساتھ ہی اندر چلی گئی۔ ایک غار تھا جو پہاڑ کے اندر ہی اندر ادھر ادھر سے گھومتا ہوا ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہال کمرے میں نکل آیا تھا جہاں چبوتروں پر دو سینگوں والے شیطان کے بت جگہ جگہ لگے تھے۔ ایک نقاب پوش آدمی پتھر کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس نے جو کالا نقاب پہن رکھا تھا اس کے دو سینگ نکلے ہوئے تھے۔ پجاری کا خط پڑھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ فوراً دو آدمی ایک غار میں گھس گئے۔ واپس آئے تو ان کے ساتھ بوڑھی عورت کا بیٹا بھی تھا جو خوف سے زرد ہو رہا تھا۔ سینگوں والے نقاب پوش نے کہا۔

"تم خوش قسمت ہو۔ ہمیں چوکور آنکھوں والی مخلوق تمہاری ماں نے پہنچا دی ہے۔ اب تم آزاد ہو"۔

لڑکے کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور وہ پجاری کے ساتھ شیطان کی اس غار سے باہر نکل گیا۔ اسے ایک گھوڑا دے دیا گیا اور وہ دونوں واپس شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ ماریا بھی ان کے ساتھ ہی واپس روانہ ہو گئی۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کہیں کوئی دھوکہ تو نہیں ہوتا اور لڑکا اپنی ماں کے پاس پہنچا دیا جاتا ہے۔ ماریا سے یہ غلطی ہو گئی تھی۔ اسے وہیں شیطان کے غار میں رک جانا

چاہیئے تھا۔ مگر اسے کیا خبر تھی کہ بعد میں کیا ہو جائے گا۔

ماریا کے جانے کے بعد ایسا ہوا کہ سینگوں والے نقاب پوش نے جو اس شیطان کے مندر کا بڑا پجاری تھا اور کالے جادو کا بڑا ماہر تھا فوراً ایک اور آدمی مہنت کی طرف روانہ کر دیا کہ چوکور آنکھوں والی مخلوق کو ساتھ لے کر فوراً کالی چٹانوں والے غار میں پہنچ جائے۔ کالی چٹانوں والی غار جس میں شیطان کے ان پجاریوں کا بڑا مندر تھا وہاں سے بیس کوس کے فاصلے پر خشک پہاڑیوں کے درمیان گھرا ہوا تھا۔ یہاں ہر طرف چھوٹی چھوٹی کالی چٹانیں ہی چٹانیں تھیں اور ان کے اندر شیطان کے مندر کو ایک خفیہ راستہ جاتا تھا جس کا سوائے شیطان کے مندر کے پجاریوں کے اور کسی کو علم نہیں تھا۔ سینگوں والا نقاب پوش اپنے آدمی کے روانہ کرنے کے فوراً بعد وہاں سے اپنے سارے شیطان پجاریوں کو ساتھ لے کر گھوڑوں پر سوار ہو کر کالی چٹانوں والے بڑے مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔ ادھر ماریا بوڑھی عورت کے اکلوتے بیٹے کے ساتھ اس کے گھر پہنچی اور دوسری طرف شیطان کے بڑے پجاری کا آدمی مہنت کے پاس پہنچ گیا اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کا پیغام سنایا۔ مہنت نے فوراً حکم دیا کہ چوکور آنکھوں والی مخلوق کو بے ہوش کر کے کالی چٹانوں والے شیطانی مندر کی طرف روانہ کر دیا جائے۔

کیٹی کال کوٹھڑی میں ماریا کے انتظار میں بیٹھی تھی کہ وہ آ کر خوش خبری سنائے کہ بوڑھیا کا اکلوتا بیٹا خیریت سے اس کے پاس پہنچ گیا ہے اور وہ وہاں سے نکل آئے۔ کہ اچانک کوٹھڑی میں دھواں ہی دھواں پھیل گیا۔ یوں لگا جیسے کسی نے دروازے کے سوراخ میں سے کوئی سلگتی ہوئی شے اندر پھینکی ہے۔ کیٹی اس شے کو دیکھنے کے لیے اٹھی ہی تھی کہ دھوئیں کی وجہ سے چکرا کر گر پڑی۔

دروازہ کھلا اور مہنت کے آدمی ناک پر گیلے رومال باندھے اندر داخل ہوئے۔ کیٹی کو اٹھا کر ایک بوری میں بند کیا اور گھوڑے پر لدوا کر کالی چٹانوں والی وادی کی طرف روانہ کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مہنت بھی اپنے پجاریوں کو ساتھ لے کر مندر سے رفوچکر ہو گیا۔ ایسا لگتا تھا کہ وہ یہاں صرف ان شیطان کے چیلوں کا حکم بجا لانے کے لیے ٹھہرا ہوا تھا۔

ماریا نے جب بوڑھی عورت کو اپنے بیٹے کو گلے لگاتے

دیکھا تو بے حد خوش ہوئی اور خوشی خوشی کیٹی کی طرف مندر کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس کا خیال تھا کہ وہ مندر کی کال کوٹھڑی میں بند ہو گی اور یہ وہاں جائے گی تو وہ بڑی آسانی سے وہاں سے آزاد ہو جائے گی اور پھر دونوں شہر میں یہودی سامان کی حویلی کی تلاش شروع کر دیں گے جہاں عنبر ناگ ماریا کا دوست امجد قید کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ مگر جب وہ مندر میں پہنچی تو یہ دیکھ کر اس کے پاؤں تلے کی زمین نکل گئی کہ مندر خالی اور ویران پڑا تھا۔ ماریا تلاش کرتی کرتی تہہ خانے کی کال کوٹھڑی میں بھی پہنچ گئی۔

کال کوٹھڑی خالی تھی۔ وہاں کی ہوا میں ماریا نے ایک تیز قسم کی بُو محسوس کی۔ اس بُو کے ساتھ ہی ماریا کے ذہن میں خیال ابھرا کہ ضرور ایسا ہوا ہے کہ کیٹی کو بے ہوش کر کے یہاں سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ ویسے بھی اسے بے ہوش کر کے ہی لے جایا جا سکتا تھا اگر کوئی اس کے ساتھ زبردستی کرتا تو وہ اس کا پوری طرح مقابلہ کر سکتی تھی اور اسے کوئی ہلاک بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مگر کیٹی ماریا سے جدا ہو گئی تھی۔ یہ بات ماریا کے لیے بڑی افسوسناک تھی۔ اب اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر اور ناگ اور امجد کے ساتھ ساتھ کیٹی کو بھی تلاش کرنا تھا۔ ماریا کو پہاڑ والے شیطانی مندر کا خیال آیا کہ کیوں نہ وہ پہاڑ والے مندر میں جائے۔ ہو سکتا ہے۔ کیٹی کو اسی سینگوں والے شیطان کے پاس لے جایا گیا ہو۔ اس خیال کے آتے ہی ماریا مندر سے باہر نکلی۔ اس نے تیزی کے ساتھ ہوا میں اپنے مخصوص انداز کے ساتھ اڑنا شروع کر دیا۔ ماریا کا رخ شہر سے باہر پہاڑ والے شیطانی مندر کی طرف تھا۔ وہ بہت جلد وہاں پہنچ گئی۔ غار کے باہر نقاب پوش پہریدار موجود نہیں تھے۔ ماریا کا ماتھا ٹھنکا۔ غار میں سے گزر کر مندر کے ہال کمرے میں گئی تو وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ صرف شیطانی بت لگے تھے۔ سارا ہال ویران تھا اور انسان کیا کوئی چوہا بھی وہاں نظر نہیں آ رہا تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ کیٹی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ اگرچہ وہ کسی ایسی مشکل میں نہیں پھنس سکتی تھی جہاں اس کی جان کا خطرہ ہو کیونکہ عنبر کی طرح اسے بھی کوئی ہلاک نہیں کر سکتا تھا لیکن پھر بھی اسے بیہوش کر کے یا کسی کنوئیں میں ڈال کر ہمیشہ کے لیے قید میں ڈالا جا سکتا تھا۔

ماریا نے سوچا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیئے۔ کیا وہ کیٹی کی تلاش میں نکلے یا امجد کو تلاش کرے۔ آخر اس نے

یہی فیصلہ کیا پہلے امجد کو ڈھونڈنا جائے۔ کیونکہ وہ تکلیف میں ہے۔ کیٹی گم ضرور ہو گئی ہے مگر اسے کوئی تکلیف نہیں دے سکتا تھا۔ چنانچہ ماریا شہر کی طرف واپس روانہ ہو گئی۔ شہر میں وہ سارا دن پھرتی رہی مگر اسے یہودی ہامان کی حویلی کا پتہ نہ چل سکا۔ اس نے سوچا وہیں ہامان کے انگور کے باغ اور کھیتوں میں چل کر معلوم کرنا چاہیے۔ وہ شہر سے باہر کھیتوں کی جانب آ گئی۔ یہاں انگور کے باغ میں کالے حبشی مشقت کر رہے تھے۔ ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئی تھیں تاکہ وہ فرار نہ ہو سکیں اور ایک داروغہ اس کے کوڑا لے کر ان کے سر پہ کھڑا تھا۔ ذرا کوئی حبشی دم لینے کو رکتا داروغہ اس کے سر پہ کوڑا برساتا۔

ماریا جانتی تھی کہ امجد لاہور کا سٹوڈنٹ ہے اور پنجاب کے رہنے والے لوگ حبشیوں کی طرح کالے نہیں ہوتے۔ اب اس کی نگاہیں ان کالے حبشی غلاموں میں کسی سانولے یا گورے رنگ کے لڑکے کو تلاش کر رہی تھیں۔ مگر وہاں اسے کوئی ایسا لڑکا نہ دکھائی دیا۔ اس باغ میں ایک اصطبل بنا ہوا تھا۔ جہاں گھوڑے بندھے تھے۔ اصطبل کے اندر سے ایک سیڑھی نیچے کسی تہہ خانے کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جاتی تھی۔ دو ایک حبشی غلام اسی سیڑھی پر اتر کر نیچے جاتے اور پھر اوپر آتے دکھائی دیئے۔ ماریا نے سوچا کہ نیچے تہہ خانے میں جا کر دیکھنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے امجد تہہ خانے میں پڑا ہو۔

ماریا سیڑھیاں اتر کر نیچے گئی تو وہاں اس نے ایک حبشی لڑکی کو دیکھا جس کے پاؤں زنجیر سے باندھ دیئے گئے تھے۔ وہ سر جھکائے دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ ماریا کو اس کی حالت پر ترس بھی آیا اور جن لوگوں نے ان کی یہ حالت بنا رکھی تھی ان پر غصہ بھی آیا۔ لڑکی سسکیاں بھرتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"میری پیاری ماں! تیرے مرنے کے بعد مجھ پر لوگوں نے بڑے ظلم کیے۔ مجھے اغوا کر کے یہاں لایا گیا میرے بیٹا ہوا تو اسے ظالم ہامان نے میری آنکھوں کے سامنے قتل کروا دیا کہ اگر بچہ ہو گا تو میں کام نہ کر سکوں گی۔ اب اس نے مجھے زنجیر باندھ کر قید میں ڈال دیا ہے کہ میں سسک سسک کر مر جاؤں۔ میری مدد کر میری پیاری ماں! تو مجھے بڑا پیار کیا کرتی تھی۔"

اور لڑکی سسکیاں بھرنے لگی۔ ماریا کے منہ سے کچھ سوچے سمجھے بغیر جیسے اپنے آپ نکل گیا۔

"گھبراؤ نہیں بیٹی!"

اصل میں وہ اس لڑکی کی حالت سے بے حد متاثر ہوئی تھی۔ حبشی لڑکی نے ایک عورت کی آواز سنی اور وہ عورت اسے نظر نہ آئی تو وہ گھبرا گئی اور آنکھیں پھاڑ کر تہہ خانے کی ہلکی ہلکی روشنی میں چاروں طرف تکنے لگی۔ ماریا نے اس کا ڈر دور کرنے کے لیے اسے آہستہ سے بڑی محبت کے ساتھ کہا۔

"بیٹی میں تمہاری مدد کو آگئی ہوں۔ مجھے تمہاری فریاد جنت سے یہاں کھینچ لائی ہے۔ میں تمہاری ماں کی روح ہوں۔"

حبشی لڑکی کے چہرے پر اطمینان سا آگیا۔ اس نے بے تابی سے کہا۔

"اماں! اماں! دیکھو ان لوگوں نے تمہاری بیٹی کے ساتھ کیا کیا ظلم کیے ہیں۔ مجھے جانوروں کی طرح باندھ کر یہاں رکھ دیا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"میں تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں۔ تم کہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جانا چاہتی ہو؟"

حبشی لڑکی بولی۔

"ہاں! میں ملک افریقہ میں اپنے گھر اپنے خاوند کے پاس جانا چاہتی ہوں جو وہاں گھر پہ بیمار پڑا ہے"

"میں تمہیں وہاں پہنچا دوں گی"

حبشی لڑکی نے کہا۔

"اماں! تمہاری آواز بالکل مختلف ہے اور تم نے میرا نام بھی نہیں لیا۔ سچ سچ بتاؤ کیا تم میری ماں کی روح ہو یا کوئی اور ہو؟"

ماریا نے سوچا کہ جب اس نے خود پوچھ لیا ہے تو اسے سچ بتا دینا چاہیئے۔

اس نے کہا۔

"میری بہن! میں تمہاری ماں کی روح نہیں ہوں مگر میں جنت سے صرف تمہاری مدد کرنے آئی ہوں۔ اور مجھے تمہاری ماں نے ہی تمہاری مدد کے لیے بھیجا ہے"

حبشی لڑکی بولی۔

"میری ماں کیسی ہے؟ کیا وہ جنت میں مجھے یاد

کرتی ہے؟"

"ہاں وہ ہر وقت تمہاری باتیں کرتی رہتی ہے"

یہ سن کر حبشی لڑکی رونے لگی۔ ماریا نے اسے حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"اگر اسی طرح ذرا ذرا سی باتوں پر رونے لگو گی تو زندگی کیسے بسر ہو گی"

حبشی لڑکی نے کہا۔

"لیکن اے مقدس روح! تو مجھے یہاں سے کیسے نکال کر لے جائے گی۔ ہامان کے کتے تو چاروں طرف پہرہ دے رہے ہیں۔ وہ مجھے چیر پھاڑ کر رکھ دیں گے"

ماریا بولی۔

"میں اس کا بھی بندوبست کر لوں گی۔ مجھے تم ایک بات بتاؤ۔ کیا یہاں امجد نام کا کوئی سانولا سا یا گورا سا لڑکا بھی کام کرتا تھا؟"

حبشی لڑکی بولی۔

"ہاں۔ ایک لڑکا یہاں کام کیا کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ وہ پاکستان کا رہنے ہے۔ ہم نے پہلے کبھی اس ملک کا نام نہیں سنا۔ مگر وہ خاندانی لڑکا لگتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس سے زیادہ کام نہیں ہوتا تھا۔ داروغہ اسے سخت پیٹا کرتا تھا۔ آخر اسے زنجیر باندھ کر قید میں ڈال دیا گیا اور پھر یہودی ہامان نے اسے اپنی حویلی میں بلوا لیا۔ وہ اب وہاں خدمت کرتا ہوگا یا کسی تہہ خانے میں پڑا موت کا انتظار کر رہا ہو گا۔"

ماریا کے لیے اتنی معلومات ہی کافی تھیں۔ اس نے کہا۔

"مجھے اس لڑکے کو بھی یہودی ہامان کے ظلم وستم سے آزاد کرانا ہے۔ کیونکہ جنت میں اس کی ماں بھی پریشان تھی اور اس نے مجھے اپنے بیٹے کی مدد کے لیے کہا تھا۔"

حبشی لڑکی نے کہا۔

"مگر اے نیک روح! یہاں سے تم ہم دونوں کو کیسے نکالو گی؟ یہاں سے نکلنا ناممکن ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"یہ بات تم مجھ پر چھوڑ دو۔ تم آج رات میرا انتظار کرنا۔ میں آدھی رات کے بعد آؤں گی۔ اور تمہیں یہاں سے نکال کر لے جاؤں گی۔"

ماریا نے حبشی لڑکی سے یہودی ہامان کی حویلی کا پتہ معلوم کیا اور تہہ خانے سے نکل کر شہر کی طرف آگئی۔ یہودی ہامان کی حویلی شہر میں کھجوروں کے ایک باغ کے کونے پر بنی ہوئی تھی جس کے اونچے دروازے کے باہر ایک حبشی تلوار لٹکائے پہرہ دے رہا تھا۔ ماریا کو اندر جانے کے لیے اس حبشی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ آرام کے ساتھ دروازے میں سے گزر گئی۔ حویلی بہت بڑی تھی۔ اندر ایک چوکور صحن تھا۔ جس میں فوارہ لگا تھا۔ کھجور اور انجیر کے درخت بھی تھے۔ دوسری منزل کی کھڑکیوں پہ پردے گرے تھے۔ باغ میں تخت بچھا تھا اور گاؤ تکیے لگے تھے۔ نوکر چاکر رات کے کھانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ کنیزیں کام کاج میں لگی تھیں۔

ماریا حویلی کی دوسری منزل میں آگئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حویلی کی چڑیل

دوسری منزل میں بھی امجد کہیں نظر نہ آیا۔
یہاں سیاہ رنگ کی حبشی کنیزیں اور غلام تھے۔ یہودی
ہامان بڑا سا پیٹ نکالے ایک شاندار کمرے میں تخت پر
گاؤ تکیے لگائے بیٹھا مہمانوں سے باتیں کر رہا تھا اور چاندی
کی تھالی میں رکھا ہوا تربوز کھا رہا تھا۔ اب حویلی کا تہہ خا[نہ]
ہی دیکھنے کو باقی رہ گیا تھا۔ ماریا نے تہہ خانے کو جانے
والے راستے کی تلاش شروع کر دی۔ ایک کنیز کو اس [illegible]
نے دیکھا کہ چمڑے کی صراحی بغل میں دبائے سیڑھیاں ا[ترتی]
رہی ہے۔ ماریا اس کے پیچھے پیچھے چلی۔ یہ سیڑھیاں حویلی
کے تہہ خانے میں جاتی تھیں۔ تہہ خانے میں ایک راہ دا[ری]
تھی جس کی ایک طرف دو تین کوٹھڑیاں بنی تھیں۔ کنیز
ایک کوٹھڑی میں گئی اور بڑے مٹکے میں سے تیل نکال
کر صراحی بھری اور واپس اوپر چلی گئی۔ ماریا نے باری
باری کوٹھڑیوں کو دیکھا۔ ایک کوٹھڑی کا دروازہ بند

تھا اور باہر تالا لگا ہوا تھا۔ ماریا بند دروازے میں سے
بے دھڑک اس کے اندر داخل ہو گئی۔ اندر جا کر کیا دیکھتی
ہے کہ ایک اٹھارہ انیس برس کا نوجوان سانولا لڑکا پھٹے
پرانے کپڑوں میں دیوار کے ساتھ سر گھٹنوں میں دیئے
بیٹھا ہے اور اس کے پاؤں سے زنجیر بندھی ہے۔ بال
پریشان ہیں اور چہرہ زرد ہو رہا ہے۔ ماریا نے جاتے ہی
کہا۔

"کیا تم امجد ہو؟"

امجد نے چونک کر سر اوپر اٹھایا۔ جب اپنے سامنے
کسی کو نہ دیکھا تو گھبرا گیا کہ یہ آواز اسے کس نے دی تھی۔
ماریا نے کہا۔

"تم تو ہمارے دوست ہو۔ تمہیں نہیں گھبرانا چاہیے"

"تم — تم کون ہو؟" امجد نے پوچھا۔

ماریا نے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کیا تم لاہور کے سٹوڈنٹ امجد ہو
جو ناگ کے دوست تھے اور عنبر سے بھی ملے تھے؟"

امجد نے کہا۔

"ہاں — اور کیا تم ماریا ہو؟"

"ہاں — میں ماریا ہوں"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

امجد کے چہرے پر حیرانی کی بجائے خوشی کی چمک آ گئی۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور جدھر سے ماریا کی آواز آ رہی تھی ادھر دیکھ کر بولا۔

"ماریا بہن! میں بتا نہیں سکتا کہ مجھے آپ کی آواز سن کر۔ آپ سے مل کر کس قدر خوشی ہوئی ہے۔ میں اپنی ساری تکلیف بھول گیا ہوں۔ آج میری زندگی کی تیسری خواہش بھی پوری ہو گئی ہے۔ ناگ اور عنبر کے بعد میں نے ماریا سے بھی مل لیا ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"امجد اچھا ہوا کہ تم مجھے مل گئے۔ میں تمہاری تلاش میں ادھر آئی تھی۔ تم نے عنبر کے پیچھے پر اسرار دروازے میں چھلانگ لگا کر غلطی کی۔"

امجد نے کہا۔

"مگر باجی! میں اپنے شوق کے ہاتھوں مجبور تھا۔ میں نے آپ کے پانچ ہزار سالہ سفر کی ساری قسطیں پڑھی ہیں اور پڑھ رہا تھا۔ میرے دل کی یہ سب سے بڑی خواہش تھی کہ میں آپ لوگوں سے ملاقات کروں اور آپ کی پُر اسرار دنیا کی سیر کروں۔ میں تو خوش ہوں کہ میری یہ خواہش پوری ہو گئی۔"

ماریا بولی۔

"مگر تم عنبر سے بچھڑ گئے تھے۔ تم خوش قسمت ہو کہ مجھے تمہارا سراغ مل گیا۔ نہیں تو خدا جانے تم تاریخ کے صحراؤں میں کہاں کے کہاں نکل جاتے اور پھر کبھی واپس نہ آتے۔ بہرحال اب یہ بتاؤ کہ تمہیں قید میں کس لیے ڈال دیا گیا ہے۔"

امجد نے ماریا کو بتایا کہ چونکہ اس پر کھیتوں میں بڑا ظلم ہوتا تھا۔ ایک روز داروغے نے ذرا سی بات پر اسے ہنٹروں سے مارنا شروع کر دیا۔ اس نے بھی جواب میں داروغے کے پیٹ میں لات مار دی۔ بس پھر اس پر قیامت ٹوٹ پڑی۔

"ایک روز انہوں نے مجھے اندھے کنوئیں میں لٹکائے رکھا پھر نکال کر یہاں ڈال دیا۔ اب دن میں کبھی صرف پانی اور کبھی تھوڑا سا کھانے کو مل جاتا ہے۔ کئی روز سے یہاں پڑا تھا۔ مگر آپ سے مل کر اور آپ کی آواز سن کر ساری تکلیف رفو چکر ہو گئی ہے۔"

ماریا نے کہا۔

"میں تمہیں یہاں سے نکالنے آئی ہوں۔ کیا تم میرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ساتھ چلنے پر تیار ہو؟"

"کیوں نہیں۔ مگر یہ زنجیر"

پھر خود ہی شرما کر بولا۔

"میں تو بھول ہی گیا کہ ماریا کے لیے زنجیریں وغیرہ کچھ حثیت نہیں رکھتیں"

ماریا نے کہا۔

"تم نے ٹھیک کہا اور عنبر ناگ ماریا کی قسطوں میں بھی بالکل ٹھیک پڑھا تھا۔ میں ابھی تمہیں آزاد کیے دیتی ہوں۔ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہو گا"

"مگر ماریا بہن! باہر تو سب پہرے دار اور نوکر چل پھر رہے ہیں"

"دیکھا جائے گا"

ماریا نے کہا اور زنجیر کو توڑ دیا۔ امجد آزاد تھا۔ پھر دروازے سے باہر آکر ماریا نے تالے کو ہاتھ ڈال کر اکھیڑ ڈالا۔ راہ داری میں اتفاق سے کوئی نہیں تھا۔ ماریا نے امجد کو ساتھ لیا اور حویلی کی پہلی منزل پر پہنچنے کے لیے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے ماریا کو خیال آیا کہ اس طرح کھلے بندوں امجد کو ساتھ لے جاتے ہوئے گڑبڑ ہو گی اور ہو سکتا ہے کہ وہ زخمی ہو جائے۔ چنانچہ اس نے امجد کو سیڑھیوں میں چھپے

رہنے کو کہا اور خود دوسری منزل پر جا کر ایک کنیز کے کمرے میں سے منہ سر ڈھانپنے والی زنانہ چادر لے آئی۔

"اسے اپنے اوپر ڈال لو اور کوشش کرو کہ عورتوں کی طرح چلتے ہوئے حویلی سے باہر نکلو باقی میں سنبھال لوں گی"

امجد ہنس پڑا۔

"تم ہنسے کیوں ہو؟" ماریا نے پوچھا۔

امجد بولا۔

"میں نے آپ کی جو قسطیں پڑھی ہیں۔ ان میں اسی قسم کے واقعات آپ کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اب میں بھی اسی طرح کر رہا ہوں"

ماریا نے کہا۔

"چلو پھر اب ہوشیاری کے ساتھ عورت بن کر چلو"

امجد نے زنانہ چادر اوڑھ لی جو اس زمانے کی عورتیں اوڑھا کرتی تھیں اور سیڑھیوں میں سے نکل کر پہلی منزل پر آگیا اور پھر برآمدے میں سے گزرنے لگا۔ ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی۔ ایک حبشی غلام نے اسے کندھے سے پکڑ کر کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"رابعہ! کہاں منہ چھپانے جا رہی ہو؟"

اصل میں جس کنیز کی چادر امجد نے اوڑھی تھی اس کا نام رابعہ تھا۔ امجد شرمانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے آگے نکل گیا۔ ماریا کو ہنسی آ گئی۔ جب وہ باغ میں سے گزر کر حویلی کی ڈیوڑھی میں آیا تو سامنے سے رابعہ آ رہی تھی۔ یعنی وہی کنیز جس کی چادر امجد نے اوڑھی ہوئی تھی۔ اس نے جو اپنی چادر ایک دوسری کنیز کے جسم سے لپٹی دیکھی تو سمجھی کہ وہ چوری کر کے لیے جا رہی ہے۔ فوراً اس کی چادر کھینچ لی اور بولی۔

"چور کہیں کی!"

چادر اتری تو نیچے سے امجد نکل آیا۔ اس وقت خوش قسمتی سے اس کنیز اور ایک حبشی پہرے دار کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ وہ سب امجد کو پہچانتے تھے کہ وہ غلام ہے اور اسے تہہ خانے میں قید کیا گیا ہے۔ جونہی اس کی شکل دیکھی کنیز نے شور مچا دیا۔ پہرے دار حبشی تلوار لیے اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ کسی شے سے ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گر پڑا۔ یہ ماریا نے اسے گرایا تھا۔ تلوار فرش پہ دور جا پڑی۔ کنیز رابعہ شور مچا رہی تھی کہ ماریا نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

"اگر اب زبان کھولی تو گلا گھونٹ دوں گی۔ میں اس حویلی کی چڑیل ہوں"

اتنا سننا تھا کہ رابعہ تو غش کھا کر گر پڑی۔ پہرے دار نے اٹھنے کی کوشش کی تو ماریا نے اس کی گردن پر لات ماری اور وہ وہیں پڑا رہا۔ ماریا نے امجد کو ساتھ لیا اور حویلی کے باہر نکل کر کہا۔

"جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے بھاگ چلو۔ ہم کھجور کے باغ میں جا رہے ہیں۔"

امجد حویلی سے نکلتے ہی شہر کی تنگ و تاریک گلیوں سے گزرتا ہوا کھجوروں کے باغ میں آ گیا۔ ابھی پیچھے حویلی میں کسی کو امجد کے فرار کا پتہ نہیں چلا تھا۔ ماریا نے کہا۔

"وہ دیکھو سامنے درخت کے پاس ایک گھوڑا بندھا ہے اس پہ بیٹھ کر بھاگو"

امجد نے گھوڑے کو کھولا اور اس پہ سوار ہو کر اسے دوڑانے لگا۔ اس نے قسطوں میں پڑھا تھا کہ جب اس طرح کبھی عنبر یا ناگ گھوڑے پر سوار ہوتا ہے تو ماریا بھی اس کے ساتھ ہی سوار ہو جاتی ہے مگر کسی کو محسوس نہیں ہوتا۔ اس نے پوچھا۔

"ماریا بہن! کیا تم بھی میرے ساتھ ہی گھوڑے پر سوار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو"

ماریا نے کہا۔

"ہاں میں تمہارے پیچھے بیٹھی ہوں"

امجد بولا۔

"مگر مجھے ذرا محسوس نہیں ہو رہا"

ماریا بولی۔

"یہی تو ماریا کا کمال ہے"

اور امجد ہنس پڑا۔

"بس یہی میری خواہش تھی کہ تم لوگوں سے ملوں۔ تمہاری پراسرار دنیا کی سیر کروں اور خود اس دنیا کا ایک حصہ بن کر زندگی کے کچھ سال بسر کروں"

ماریا نے کہا۔

"مگر تمہیں واپس لاہور جانا ہو گا۔ تمہارے ماں باپ اور بہن تمہاری جدائی میں پریشان ہوں گی۔ تمہاری تعلیم کا بھی حرج ہو رہا ہے۔ تمہیں ابھی تعلیم حاصل کرنی ہے"

امجد نے کہا۔

"مجھے یہاں آئے ایک سال ہونے لگا ہے۔ اب تو میٹرک کا امتحان ہو چکا ہو گا۔ میرا یہ سال تو ضائع

ہو گیا۔ اب اگلے سال امتحان دوں گا"

ماریا نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ جب تم واپس لاہور جاؤ گے تو صرف آدھا گھنٹہ گزرا ہو گا۔ سال تو بڑی بات ہے"

"کیا مطلب؟" امجد نے پوچھا۔

ماریا نے پوچھا۔

"تم ایک سال پہلے جس وقت لاہور سے عنبر کے پیچھے پیچھے ہماری دنیا میں داخل ہونے کے لیے چلے تھے۔ جب واپس جاؤ گے تو اس میں صرف آدھے گھنٹے کا اضافہ ہوا ہو گا"

"کمال کی بات ہے۔ یقین نہیں آتا"

امجد نے کہا اور گھوڑے کا رخ کھیتوں اور انگور کے باغ کی طرف موڑ دیا۔ اندھیرا پھیلنے لگا تھا۔ امجد نے پوچھا۔

"آپ ادھر کیوں آ رہی ہیں۔ یہاں تو میں پکڑا جاؤں گا۔ یہ باغ ہامان کا ہے"

ماریا بولی۔

"میں جانتی ہوں۔ مگر تم ہامان کے نوکروں کے پاس نہیں جاؤ گے۔ تم پیچھے گھوڑے کے پاس رہنا۔ میں آگے جا کر ایک حبشی لڑکی کو لاؤں گی۔ اس کو بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہامان کے آدمیوں نے قید میں ڈال رکھا ہے۔ اس نے مجھے تمہارا پتہ بتایا تھا۔"

امجد نے کہا۔

"ہاں وہ شیبا ہے۔ بے چاری کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا گیا تھا۔ اسے ضرور یہاں سے نکالنا چاہیئے۔"

اس طرح باتیں کرتے وہ انگور کے باغ کے باہر پہنچ گئے۔ ماریا نے امجد کو ایک جگہ درختوں کے نیچے گھوڑے کے پاس رکنے کو کہا اور خود باغ میں اس اصطبل میں آئی جس کے نیچے تہہ خانے میں حبشی لڑکی قید تھی۔ ماریا کو تہہ خانے میں کسی مرد کے گالیاں دیتے اور پھر ہنٹر مارنے کی آواز آئی۔ اس کے ساتھ ہی عورت کی چیخ بلند ہوئی۔ ماریا دوڑ کر سیڑھیاں اتری اور تہہ خانے میں آکر دیکھا کہ ایک ہٹا کٹا داروغہ غریب حبشی لڑکی کو گالیاں دے رہا تھا اور اسے ہنٹر سے مار رہا تھا۔

ماریا نے جاتے ہی داروغے کے ہاتھ سے ہنٹر کھینچ اتنی زور کے جھٹکے سے کھینچا کہ داروغہ اچھل کر سامنے والی دیوار سے ٹکرایا اور اس کا سر پھٹ گیا۔ وہ ہکا بکا ہو گیا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ ماریا نے اسی ہنٹر سے داروغے کو مارنا شروع کر دیا۔ وہ چیختے چلاتے اور

تڑپنے لگا۔ جب داروغہ بے ہوش ہو گیا تو ماریا نے حبشی لڑکی کے پاؤں کی زنجیر توڑی اور اسے ساتھ لے کر باہر آگئی۔ حبشی لڑکی نے کہا۔

"اے نیک روح! اگر اس وقت تم نہ آجاتیں تو یہ شخص مجھے زندہ نہ چھوڑتا۔"

ماریا نے کہا۔

"میں امجد کو بھی ساتھ لے آئی ہوں۔ اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے امجد کی تلاش میں لوگ ادھر آرہے ہوں۔"

امجد گھوڑے کے پاس کھڑا تھا۔ ماریا نے اصطبل سے ایک اور گھوڑا نکالا اور وہ تینوں وہاں سے فرار ہو گئے۔ ساری رات سفر کرنے کے بعد ماریا نے حبشی لڑکی کو اس کے ملک کی سرحد کے اندر داخل کیا اور امجد کو ساتھ لے کر واپس مڑی۔ امجد نے کہا۔

"واپس جائیں گے تو میں پکڑا جاؤں گا۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ ہم کسی دوسرے ملک میں چلے جائیں۔"

ماریا نے کہا۔

"میری ایک سہیلی اس شہر میں لاپتہ ہو گئی ہے مجھے ہر حالت میں اسے ڈھونڈنا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

امجد نے کہا۔

"کیا وہ بھی تمہارے ساتھ ہی پانچ ہزار سال کا سفر طے کر رہی ہے؟"

ماریا بولی۔

"نہیں۔ وہ مجھے یہاں ملی تھی سفر کے دوران۔ تم اس سے مل کر خوش ہو گے۔ وہ خلائی لڑکی ہے"

امجد بولا۔

"خلائی لڑکی؟ کیا وہ کسی دوسرے سیارے سے آئی ہے؟"

"ہاں — مگر اب وہاں نہیں جا سکتی۔ کیونکہ وہ لوگ اس کی جان کے دشمن ہو گئے ہیں"

"اور یہاں وہ کہاں گم ہو گئی تھی؟" امجد نے پوچھا۔

ماریا بولی۔

"بس ایک عجیب اتفاق سے وہ مجھ سے بچھڑ گئی بہر حال میں اسے تلاش کر لوں گی۔ لیکن تمہارے بارے میں، میں یہ چاہتی ہوں کہ تم واپس لاہور اپنے ماں باپ کے پاس چلے جاؤ"

امجد نے کہا۔

"ماریا بہن! تم خود ہی تو کہہ رہی تھیں کہ اگر میں دو سال

ریٹائرڈ

مراد، انسپکٹر رضوی اور موتی

کارناموں

مش

ستار طاہر ۲۴ ناول

① قتل کی رات
② قاتلوں کا تعاقب
③ خطرناک راہیں
④ انصاف کا دن
⑤ لکڑی کی چابی
⑥ مکھی کا قتل
⑦ نیلی آنکھیں
⑧ زندہ قبر
⑨ اندھا لڑکا اور موتی
⑩ موتی کا اغوا
⑪ موتی آسمان پر
⑫ موتی کی واپسی
⑬ ڈھول کا پول
⑭ موتی بڑھیا اور گلیکسی
⑮ اصلی نقلی
⑯ فصیل کا راز
⑰ جس رات شہر میں قتل ہوا
⑱ بھوت اور موتی
⑲ ایک سے بڑھ کر ایک
⑳ موتی اور سمگلر
㉑ ٹیلی فون پر موت
㉒ پیلا لفافہ
㉓ شیشے کا آدمی
㉔ برف پر خون

یہ ناول آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے خریدیے یا براہ راست ہم سے منگوائیے!
مکمل سیٹ منگوانے کی صورت میں محصول ڈاک ہمارے ذمہ ہوگا!

مکتبہ اقرأ - ۱۴ - ڈی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھی تمہارے ساتھ رہوں تو جب واپس جاؤں گا تو وہاں کے حساب سے صرف آدھا گھنٹہ ہی گزرا ہو گا۔ اس لیے میرے والدین کے پریشان ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

ماریا نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو مگر اس میں کوئی گڑبڑ بھی ہو سکتی ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی ایسا ویسا حادثہ ہو گیا۔ تو تم پھر کبھی واپس نہ جا سکو گے اور اگر گئے بھی تو تمہارے ماں باپ مر کھپ گئے ہوں گے اور تمہارے دوست بوڑھے کھوسٹ ہو چکے ہوں گے۔"

"اور میں جوان ہوں گا؟"

"ہاں۔ مگر ہو سکتا ہے لاہور کی فضا میں داخل ہوتے ہی تم بھی ایک دم سے بوڑھے ہو جاؤ۔"

امجد ڈر گیا۔ بولا۔

"تو پھر مجھے واپس بھیج دو ماریا بہن!"

ماریا یہی چاہتی تھی۔ اسی لیے اس نے امجد کو ساری باتیں کھول کر بیان کر دی تھیں۔ کیونکہ اس کا ان کے ساتھ سفر کرنا انتہائی خطرناک تھا۔ وہ کسی حادثے میں ہلاک بھی ہو سکتا تھا۔ ماریا نے

کہا۔

"میں تمہیں واپس پہنچانے کی کوشش کروں گی۔"

امجد نے کہا۔

"اس وقت ہم کہاں جا رہے ہیں؟ میرا مطلب ہے میں کہاں چھپوں گا۔ کیونکہ میں غائب نہیں ہوں اور شیخ ہامان کے نوکر مجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

ماریا نے کہا۔

"اسی لیے میں چاہتی ہوں کہ تم ہمارے ساتھ اس خطرناک سفر پر نہ چلو تو بہتر ہے۔ میں تمہیں شہر سے باہر کسی جگہ چھپا دوں گی۔ اور خود خلائی لڑکی کی تلاش میں جاؤں گی۔ اگر وہ مجھے نہ ملی تو میں شام کو تمہارے پاس آجاؤں گی اور پھر اگلے روز اسے ڈھونڈھنے نکلوں گی۔"

امجد دل میں بڑا شوق لے کر عنبر ناگ ماریا کی دنیا میں آیا تھا مگر جب اس نے ان لوگوں کی مشکلات اور مصیبتیں اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور خود بھی مشکل میں پھنسا تو اس نے کانوں پر ہاتھ لگائے۔ دوسرے یہ بات بھی اب پریشان کرنے لگی تھی کہ اگر خدانخواستہ وہ اپنے زمانے کے لاہور واپس نہ جا سکا تو اس کے ماں باپ اور بہن تو رو رو کر مر جائیں گے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب اس نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر حالت میں واپس چلا جائے گا۔

لیکن ابھی اسے یہ احساس نہیں تھا کہ واپس اپنے زمانے میں جانا اتنی کوئی آسان بات نہیں ہے۔

ماریا اسے لے کر شہر کے قریب ایک تالاب کے کنارے آگئی یہاں ایک پرانی عمارت کا کھنڈر تھا۔ ماریا نے اس کھنڈر میں امجد کو ایک جگہ چھپے رہنے کو کہا اور خود خلائی لڑکی کو ڈھونڈنے چل پڑی۔ امجد کو اس نے کافی کھجوریں توڑ کر دے دی تھیں جو اس نے مزے سے کھائیں اور تالاب کا ٹھنڈا پانی پی کر کھنڈر کے اندر ایک جگہ لیٹ گیا اور اپنے ماں باپ اور بہن کو یاد کرنے لگا۔ اسے یہ بات بڑی عجیب لگ رہی تھی کہ یہاں وہ سال گزار کر جب لاہور واپس جائے گا تو وہاں آدھا گھنٹہ ہی گزرا ہو گا۔

ماریا سیدھی شیطان کی عبادت گاہ میں گئی جو کالے پہاڑ کے اندر بنی ہوئی تھی۔ اسے اسی جگہ سے کیٹی کا سراغ مل سکتا تھا۔ یہ مندر بالکل خالی پڑا تھا۔ ماریا مندر میں پھر رہی تھی کہ اسے آہٹ سنائی دی۔ پلٹ کر دیکھا کہ ایک پجاری زمین پر جھکا پتھر اٹھا رہا تھا۔ ماریا اس کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی۔ پجاری کو کوئی خبر نہ ہوئی۔ وہ پتھر اکھاڑنے

میں لگا رہا۔ پتھر اکھاڑ کر اس نے اس کے اندر سے موتیوں کا ایک ہار نکال لیا۔ ماریا نے ہار پہچان لیا۔ یہ کیٹی کا ہار تھا۔ جو اس نے اس وقت کیٹی کو دیا تھا جب اسے حبشی کی جھونپڑی میں سے زنانہ کپڑے نکال کر پہنائے تھے۔ یہ ہار نقلی موتیوں کا تھا اور قیمتی نہیں تھا مگر پجاری نے قیمتی سمجھ کر کیٹی کے گلے سے اتار لیا تھا۔ ماریا سمجھ گئی کہ اس پجاری کو پتہ ہے کہ خلائی لڑکی کہاں ہے۔ پجاری ہار جیب میں چھپا کر باہر جانے لگا تو ماریا نے پیچھے سے اس کی گردن کو پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔

پجاری چکرا گیا کہ یہ کس نے اس کی گردن کو کھینچا ہے۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ سارا مندر ویران پڑا تھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ پجاری ڈر گیا کہ یہاں ضرور کوئی بدروح آگئی ہے۔ وہ باہر کو بھاگا ہی تھا کہ ماریا نے اسے نیچے گرا دیا۔ پجاری کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ ماریا اس کی گردن پر سوار ہو گئی۔ اگرچہ پجاری کو ماریا کا بوجھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ مگر اسے اپنے گلے پر کسی کے ہاتھ محسوس ہو رہے تھے جو اس کی گردن دبا رہے تھے۔

پجاری کے گلے سے خوف کے مارے عجیب عجیب آوازیں نکلنے لگیں۔ ماریا نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں تمہیں کچھ نہ کہوں گی۔ مگر تمہیں۔ مگر تمہیں بتانا ہوگا کہ جس لڑکی کے گلے سے تم نے یہ ہار اتارا ہے وہ کہاں ہے؟"

پجاری بولا۔

"ابھی بتاتا ہوں۔ ابھی بتاتا ہوں۔ خدا کے لیے مجھے چھوڑ دو۔ میری جان نہ لو۔ ابھی بتائے دیتا ہوں"

ماریا نے اس کی گردن چھوڑ دی۔ پجاری اٹھ بیٹھا اور پھٹی پھٹی نظروں سے ہوائیں تکنے لگا۔

ماریا نے ڈانٹ کر کہا۔

"بتاتے ہو کہ دباؤں تمہارا گلہ؟"

پجاری ہاتھ جوڑ کر بولا۔

"بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں۔ لیکن یہ میری زندگی اور موت کا سوال ہے۔ اگر کسی طرح سے شیطانی گرو کو یہ پتہ لگ گیا کہ اس لڑکی کی میں نے مخبری کی تھی تو وہ مجھے بڑی بھیانک اذیت دے کر مارے گا"

ماریا نے کہا۔

"میں اسے نہیں بتاؤں گی"

پجاری نے سوال کیا۔

"اگر تم کوئی بدروح ہو تو تمہیں تو معلوم ہو جانا چاہیئے

تھا کہ وہ کہاں ہے؟"

ماریا اس سوال کے آگے لاجواب ہو گئی تھی۔ اس کے پاس اس کا ایک ہی جواب تھا۔ کہ وہ بدروح نہیں ہے مگر یہ بات وہ پجاری کو نہیں بتا سکتی تھی۔ اس نے پجاری کی گردن پر ہاتھ رکھ کر اس کے گلے کو انگلی سے ذرا دبایا۔

پجاری کا دم گھٹنے لگا۔ ہاتھ پھیلا کر بولا۔

"معاف کر دو۔ اب ایسا سوال کبھی نہیں کروں گا دیوی جی!"

"بولو۔ اس لڑکی کو تم کہاں لے گئے ہو؟"

پجاری نے کہا۔

"یہاں سے تھوڑے فاصلے پر کالی چٹانوں کی وادی ہے۔ وہاں جو چٹان سب سے زیادہ اونچی ہے اس کے نیچے جھاڑیوں میں سے ایک خفیہ راستہ شیطانی مندر کو جاتا ہے وہ لڑکی اسی مندر میں رکھی گئی ہے"

"شیطانی گرو اسے وہاں کیوں لے گیا ہے"

"اسے ایک ایسی مخلوق کی ضرورت تھی جس کی آنکھیں چوکور ہوں۔ وہ کوئی بھیانک تجربہ کرنے والا ہے۔ جب سے اسے چوکور آنکھوں والی لڑکی مل گئی ہے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خوشی سے وہ آپے سے باہر ہو رہا ہے۔ اسے امید ہی نہیں تھی کہ وہ کبھی ایسی مخلوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔"

ماریا نے پجاری سے پوچھا۔

"وہ اس لڑکی کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتا ہے؟"

پجاری نے کہا۔

"شیطانی گرو کالے جادو کا بہت بڑا ماہر ہے۔ وہ ایک شیطانی عمل کر رہا ہے جس کے پورے ہو جانے پر اس کے پاس اتنی طاقت آ جائے گی کہ وہ ساری دنیا پر حکومت کر سکے گا۔ اس عمل کے لیے ضروری تھا کہ ایک ایسی مخلوق کو بے ہوش کر کے اسے زیتون کے تیل میں ڈال کر ابالا جائے جس کی آنکھیں چوکور ہوں اور پھر اس کی کھال اتار کر شیطان کے بڑے بت کے آگے پیش کی جائے۔"

ماریا کانپ اٹھی خلائی لڑکی کیٹی ویسے تو مرنے والی نہیں تھی لیکن یہ جو اس نے بتایا کہ اسے پہلے بے ہوش کیا جائے گا تو اس میں اس کی جان کو سخت خطرہ تھا کیونکہ وہ بے ہوش ہو جاتی تھی اور بے ہوش ہونے کے بعد یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس کی طاقت کام نہ

کرے اور وہ سچ مچ ہلاک ہو جائے۔ ماریا نے پجاری کو وہیں چھوڑا اور کالی چٹانوں والی وادی کی طرف بھاگ کھڑی ہوئی۔ وہ جتنی جلدی ہو سکے وہاں پہنچ کر اسے موت کے منہ سے بچانا چاہتی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسانی کھوپڑیوں کی دیوار

کالی چٹانوں کی وادی میں رات کا اندھیرا پھیلا تھا۔

کالی چٹانیں اندھیری رات میں موت کے سائے بن کر کھڑی تھیں۔ سب سے بڑی کالی چٹان کے نیچے ایک پیچ دار غار کے اندر شیطان کے پجاریوں کا مندر تھا۔ اس مندر میں شیطان کے چیلوں کا گرو جس نے خلائی لڑکی کیٹی کو محنت کی مدد سے حاصل کیا تھا اور جو ساری دنیا پر شیطان کی حکومت قائم کرنے کا ناپاک خواب دیکھ رہا تھا اور کالے علم کا ایک عمل کر رہا تھا اس مندر کے ایک بڑے کمرے میں انسانی پگھلی ہوئی چربی کا بہت بڑا دیا جلائے شیطان کے بت کے آگے جھکا ہوا منتر پڑھ رہا تھا۔ شیطان کے بت کی آنکھوں میں لال ہیرے اور عقیق چمک رہے تھے۔ شیطانی گرو نے بڑی لمبی دم لگا رکھی تھی۔ دوسرے شیطانی چیلے ہاتھ باندھے قطار میں کھڑے تھے۔ سنگ مرمر کے ایک تخت پر خلائی لڑکی کیٹی کو بے ہوش کر کے لٹایا ہوا تھا۔ کونے میں آگ

جل رہی تھی اور اوپر زیتون کے تیل کا کڑاہا رکھا تھا جس میں تیل ابل رہا تھا۔ کیٹی کو اس کھولتے ہوئے تیل کے کڑاہے میں ڈالا جانے والا تھا۔

شیطانی گرو نے منتر پڑھنے کے بعد سر اٹھا کر شیطان کے بت کو دیکھا اور دونوں بازو پھیلا کر کہا۔

"اے عظیم الشان شیطان! میں تیرے نام پر یہ عمل کر رہا ہوں تاکہ دنیا پر تیری حکمرانی ہو۔ تیری حکومت ہو۔ اس چوکور آنکھوں والی لڑکی کی قربانی قبول کرنا۔"

اس کے بعد شیطانی گرو نے بے ہوش کیٹی کی چوکور آنکھوں کو جھک کر دیکھا اور چٹکی مار کر اشارہ کیا۔ چار شیطانی پجاری آگے بڑھے انہوں نے بے ہوش کیٹی کو اٹھایا اور کڑاہے کے پاس لے جا کر فرش پر لٹا دیا۔ پھر اس کے جسم پر خوشبوئیں چھڑکیں اور اسے اٹھا کر کڑاہے میں ڈال دیا۔ کڑاہے میں تیل کھول رہا تھا۔ اس وقت ماریا ابھی غار میں داخل ہونے کا راستہ ہی تلاش کر رہی تھی۔

جونہی خلائی لڑکی کیٹی کھولتے ہوئے تیل کے کڑاہے میں گری کھولتا ہوا زیتون کا تیل ایکدم ٹھنڈا پڑ گیا اور کیٹی کو ہوش آگیا۔ اس نے جب اپنے آپ کو تیل کے کڑاہے میں دیکھا تو حیرانی سے چاروں طرف تکنے لگی۔ کھولتے ہوئے تیل میں بھی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

زندہ بچ رہنے پر شیطان کے پجاری دنگ رہ گئے۔ ان پر ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ وہ چیخیں مارتے ہوئے ادھر اُدھر بھاگ کھڑے ہوئے۔ شیطانی گرو پر بھی دہشت چھا رہی تھی۔ مگر وہ شیطان کا سب سے بڑا چیلا تھا اور دنیا پر نیکی کی طاقتوں کا نہیں بلکہ بدی کی طاقتوں کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے شیطان کے بت کی طرف دیکھ کر کالے جادو کا ایک منتر پڑھ کر خلائی لڑکی پر پھونک ماری۔ اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔ کیٹی تیل کے کڑاہے سے باہر آگئی۔ کڑاہے کے نیچے آگ جل رہی تھی اور جونہی کیٹی کڑاہے سے باہر آئی تیل نے دوبارہ کھولنا شروع کر دیا۔

وہ سب سمجھ گئی کہ یہ لوگ اسے اغواء کر کے یہاں لے آئے ہیں۔ اور اب اس شیطانی بت پر اسے قربان کر رہے کہ اس کی طاقت نے اسے بچا لیا۔ اگر خلائی گھوڑے نے اسے خاص طاقت نہ دی ہوتی تو کیٹی جل بُن کر اس وقت پکوڑا بن گئی ہوتی۔ وہ شیطانی گرو کی طرف بڑھی اور بولی۔

"تم اپنے ذلیل مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکو گے تم مجھے اس شیطانی بت پر قربان نہیں کر سکو گے۔"

شیطانی گرو نے اپنی دم کو پکڑ کر منہ میں دبایا اور کالے جادو

کا سب سے خوف ناک منتر پڑھ کر زور سے کیٹی پر پھونک ماری۔ پھونک مارنے کی دیر تھی کہ جہاں کیٹی کھڑی تھی وہاں ایک نیلے رنگ کا شعلہ بلند ہوا۔ اور کیٹی کی جگہ اب ایک نیلے پتھر کی چھوٹی سی انگوٹھی پڑی ہوئی تھی۔

شیطانی گرو نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا۔

"اگر تو میرے عمل میں میری مدد نہیں کر سکتی تو پھر اب تو ہمیشہ ایک پتھر کی انگوٹھی بن کر زندہ رہے گی۔ تو سب کی باتیں سنے گی مگر کسی کو یہ نہ بتا سکے گی کہ تو ایک لڑکی ہے۔ یہی تمہاری سزا ہے۔ تو نہ ٹوٹ سکے گی نہ تجھے آگ جلائے گی۔ تیری یہ بے حس مردہ زندگی ہزاروں برس تک جاری رہے گی۔"

اور شیطانی گرو نے تمام چیلوں کو بلا کر کہا۔

"اس مندر کے خفیہ راستے سے دوسری جانب دریا کی طرف نکل چلو۔ کیونکہ یہ مندر اب گرنے والا ہے۔"

اور وہ سب چیلوں کو لے کر مندر کے عقبی خفیہ دروازے سے مندر کے دریا والے علاقے میں نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا کو غار میں جانے کا راستہ مل گیا۔ وہ تیزی سے گزر کر بڑے کمرے میں آئی تو کیا دیکھا کہ مندر خالی ہے اور ایک کڑاہے میں تیل اُبل رہا ہے۔ اس نے گھور کر تیل میں دیکھا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس میں کیٹی کی لاش نہیں تھی۔ پھر اس نے زمین پر نیلے رنگ کی ایک انگوٹھی پڑی دیکھی۔ ماریا نے جھک کر انگوٹھی اٹھائی اور اسے غور سے دیکھا۔ ایسی کوئی انگوٹھی کیٹی نے نہیں پہن رکھی تھی۔ یہ کسی دوسری عورت کی انگوٹھی ہو گی۔ ماریا نے انگوٹھی اپنی انگلی میں ڈالی اور مندر میں کیٹی کو ڈھونڈنا شروع کر دیا۔ کیٹی وہاں ہوتی تو اسے ملتی۔ وہ تو انگوٹھی کی شکل میں ماریا کی انگلی میں پڑی تھی۔ اور ماریا کو اس کی کچھ خبر نہیں تھی۔ اتنے میں زمین ہلنے لگی۔ غار کے مندر کی چھت بھی جھولنے لگی۔ اور الاؤ پر رکھا ہوا تیل کا کڑاؤ نیچے گر گیا اور کھولتا ہوا گرم گرم تیل بہنے لگا۔

زمین ہل رہی

اور ریت ایک ایک کر کے گرنا شروع ہو گئے تھے۔ ماریا مندر سے نکل کر غار میں آ گئی۔

غار کی چھت زلزلے کی وجہ سے ایک دم بیٹھ گئی۔ ماریا اس میں دبنے کی بجائے ہوا کی لہر کی طرح اوپر آ گئی اور ہزاروں من وزنی پتھروں کے درمیان سے

گزر کر غار سے باہر آ گئی۔ کیٹی یہ سب کچھ دیکھ رہی تھی۔ اس نے آواز بھی دی۔

"ماریا! میں تمہارے پاس ہوں۔ مجھے تلاش کیوں کرتی ہو؟"

مگر ماریا اس کی آواز نہ سن سکی۔ کیونکہ وہ شیطانی گروہ کے زبردست کالے جادو کی وجہ سے پتھر کی انگوٹھی بن چکی تھی اور اس کی آواز سوائے اس کے دوسرا کوئی نہیں سن سکتا تھا۔

ماریا کالی چٹانوں کی وادی سے ناامید ہو کر اس کھنڈر کی طرف روانہ ہو گئی جہاں اس نے امجد کو چھوڑا تھا۔ ماریا کو اتنا یقین ہو گیا تھا کہ کیٹی کھولتے ہوئے تیل میں نہیں مر سکی۔ اور شیطانی گروہ ناکام ہونے پر اسے لے کر یہاں سے کہیں دوسری جگہ چلا گیا ہے۔ اب ماریا کو اس بات سے تسلی ہو گئی تھی کہ کیٹی کو یہ شیطانی گروہ ہلاک نہیں کر سکے گا۔ اور وہ اسے کسی دوسری جگہ جا کر تلاش کرے گی۔ ظاہر ہے کہ کیٹی اسی شہر میں تھی اور ان لوگوں کے قبضے میں تھی جو شیطان کے پجاریوں کی ٹولی تھی۔

امجد کھنڈر میں ماریا کا انتظار کر رہا تھا۔ مگر وہ اس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی بو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ ماریا کی بو کیٹی بھی محسوس نہیں کرتی تھی۔ مگر کیٹی کو تو اب اتنی طاقت مل گئی تھی کہ وہ اسے دیکھ سکتی تھی۔ امجد خاموش بیٹھا لاہور کو یاد کر رہا تھا۔ اپنی بہن اور ماں باپ کو یاد کر رہا تھا۔ اسے بالکل معلوم نہ ہو سکا کہ ماریا اس کے قریب کھڑی ہے۔ ماریا نے کہا۔

"امجد؟"

امجد اچھل پڑا۔ پھر مسکرا کر بولا۔

"میں ڈر گیا تھا کہ جانے کون ہے"

"کیا آپ کی سہیلی ملی؟"

"نہیں" ماریا نے نا امید ہو کر کہا۔

"تو کیا وہ کسی دوسری جگہ لے گئے اس کو؟"

ماریا نے کہا۔

"شاید وہ اسے کسی خفیہ مندر میں لے گئے ہیں جہاں اس پر ہر طرح کا کالا جادو آزمائیں گے۔ مگر وہ اسے ہلاک نہیں کر سکیں گے۔ اس کا مجھے یقین ہو گیا ہے"

پھر ماریا نے امجد سے کہا۔

"اب میں اپنی سہیلی کو اس ملک میں دو تین روز تلاش کروں گی۔ اگر وہ مجھے نہ ملی تو میں عنبر اور

ناگ کی تلاش میں روانہ ہو جاؤں گی۔ کیونکہ ایک عرصہ ہوا مجھے ان کی کوئی خبر نہیں ملی۔ اس لیے میں چاہتی ہوں کہ تم واپس اپنے ماں باپ کے پاس چلے جاؤ۔ تمہارا ہمارے ساتھ اتنے لمبے اور خطرناک سفر پر پھرتے رہنا مناسب نہیں۔ کیونکہ تمہیں نقصان پہنچ سکتا ہے"

امجد بھی اب اداس ہو گیا تھا اور اسے اپنی بہن بہت یاد آنے لگی تھی۔ اس نے کہا۔

"ماریا بہن آپ کا خیال درست ہے۔ میں بھی واپس اپنی ماں اور ماں باپ کے پاس جانا چاہتا ہوں لیکن آپ مجھے کیسے ڈھائی ہزار سال آگے کے زمانے میں روانہ کریں گی؟"

ماریا نے کہا۔

"میں نے اس پر غور کر لیا ہے۔ میرے ساتھ تمہیں یہاں سے ملک مصر جانا ہو گا جہاں دیوی سلامیہ تمہاری مدد کرے گی"

"میں مصر جانے پر تیار ہوں"

ماریا نے کہا۔

"ہم آج ہی مصر روانہ ہو جائیں گے۔ اس ملک میں تمہاری جان کو خطرہ ہے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے امجد کو ساتھ لیا اور کھنڈر سے نکل کر وہ سرحد کی طرف روانہ ہو گئے۔ امجد گھوڑے پر سوار تھا اور ماریا اس کے پیچھے بیٹھی تھی۔ گھوڑا رات کے اندھیرے میں مصر کی سرحد کی طرف بڑھ رہا تھا۔ ساری رات سفر کرنے کے بعد ماریا اور امجد نے صبح ہوتے ہی ملک مصر میں داخل ہو گئے۔ دن کی روشنی میں انہوں نے ایک گاؤں میں قیام کیا۔ یہاں امجد نے ناشتہ کیا۔ دودھ پیا۔ غسل وغیرہ کیا اور ماریا کے ساتھ گھوڑے پر بیٹھ کر اہرام کی طرف روانہ ہو گیا۔ دیوی سلامبو کا اہرام مصر کے دارالحکومت تھیبس شہر سے بیس کوس باہر صحرا میں تھا جہاں خشک ٹیلے تھے۔

ماریا امجد کو لے کر دیوی سلامبو کے اہرام میں داخل ہو گئی۔ یہاں ہلکا ہلکا اندھیرا اور ٹھنڈک تھی۔ دیوی سلامبو کا ایک پرانا تابوت چبوترے کے اوپر لگا تھا اور نیچے ایک خالی تابوت پڑا تھا۔ ماریا نے امجد سے کہا۔

"اس تابوت میں لیٹ جاؤ امجد۔ میں کوشش کروں گی کہ دیوی سلامبو میری گزارش قبول کرے اور تمہیں واپس تمہارے گھر پہنچا دے"

امجد اگرچہ ڈر رہا تھا مگر اسے ماریا پر بھروسہ تھا۔ اس نے عنبر ناگ ماریا کی قسطوں میں اکثر ایسا ہوتا پڑھا

تھا۔ وہ خاموشی سے خالی تابوت میں لیٹ گیا۔ ماریا امجد کو دیکھنے لگی۔ اسے اس سانولے سے دبلے پتلے لڑکے سے اپنے چھوٹے بھائی کی طرح پیار ہو گیا تھا۔ اس کا جی چاہا کہ اسے جاتی دفعہ کوئی تحفہ دے جسے وہ اپنے پاس ماریا کی یادگار سمجھ کر رکھے۔ ماریا کے پاس اس وقت کچھ نہیں تھا۔ اچانک اس کی نظر نیلے پتھر والی انگوٹھی پر پڑی جو اس نے شیطانی مندر کے فرش پر سے اٹھائی تھی۔ اس نے انگوٹھی اتار کر تابوت میں لیٹے ہوئے امجد کے ہاتھ میں دے کر کہا۔

"پیارے بھائی! یہ میری طرف سے تحفہ ہے تمہیں۔ یہ تمہیں میری یاد دلایا کرے گی۔ اسے اپنی انگلی میں پہن لو"

امجد نیلے پتھر کی انگوٹھی دیکھ کر بڑا خوش ہوا۔ اس وقت کیٹی نے چیخ کر ماریا سے کہا۔

"ماریا! مجھے امجد کے حوالے نہ کرو۔ میں اس کے ساتھ ڈھائی ہزار سال آگے کے زمانے میں چلی گئی تو پھر کبھی واپس آ کر تمہیں نہ مل سکوں گی"

مگر کیٹی کی آواز جو انگوٹھی بن چکی تھی کوئی نہ سن سکا۔

امجد نے انگوٹھی اپنی انگلی میں پہن لی۔ انگوٹھی یعنی کیٹی چیخ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چیخ کر ماریا سے کہتی رہی کہ مجھے واپس لے لو۔ مجھے واپس لے لو۔ مگر اس کی آواز نہ امجد سن سکتا تھا اور نہ ماریا سن رہی تھی۔ ماریا نے امجد سے کہا۔

"امجد بھائی! اپنے ہاتھ سینے پر باندھ کر آنکھیں بند کر لو۔ میں دیوی سلامبو سے درخواست کروں گی۔ اگر اس نے میری درخواست قبول کر لی تو تم یہاں سے اپنے ملک، اپنے شہر اپنے زمانے میں واپس چلے جاؤ گے۔"

امجد نے آنکھیں بند کرنے سے پہلے ہاتھ ہلا کر کہا۔

"ماریا بہن خدا حافظ!"

"خدا حافظ امجد بھائی!"

امجد نے ہاتھ سینے پر باندھ لیے اور آنکھیں بند کر کے تابوت میں بالکل سیدھا ہو کر لیٹ گیا۔ ماریا نے دیوی سلامبو کے آگے جھک کر کہا۔

"عظیم اور مہربان دیوی سلامبو! تم نے مشکل کے وقت ہمیشہ میری مدد کی ہے۔ اس وقت بھی مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔ یہ لڑکا اپنے شوق کی وجہ سے اپنے زمانے سے نکل کر یہاں آگیا ہے۔ اسے اس کے ماں باپ کے پاس واپس

پہنچا دے۔"

ماریا نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ دعا مانگ کر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ دیوی سلامبو کی آنکھوں میں سے سبز روشنی کی شعاعیں نکل کر تابوت پر پڑیں اور انہوں نے امجد کے جسم کو اپنی سبز روشنی میں ڈھانپ لیا۔ پھر یہ روشنی اتنی تیز ہو گئی کہ ماریا کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ روشنی ایک دم تیز ہو کر غائب ہو گئی۔ ماریا نے تابوت میں دیکھا۔ امجد وہاں نہیں تھا۔ ماریا کو خوشی ہوئی کہ امجد واپس اپنے وطن پہنچ گیا ہو گا۔

امجد نے آنکھ کھولی تو وہ اپنی گارڈن ٹاؤن والی کوٹھی سے تھوڑی دور برگد کے درخت کے پاس کھڑا تھا۔ یہ وہی درخت تھا جس کے بھاری بھر کم تنے پر عنبر نے ناگ کا دیا ہوا مہرہ یعنی منکا پھینکا تھا اور [illegible]ں ایک دروازہ بن گیا تھا۔ عنبر نے اس دروازے میں چھلانگ لگا دی تھی اور اس کے پیچھے امجد نے بھی چھلانگ لگا دی تھی۔ وہی رات کے نو سوا نو بجے کا وقت تھا۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ امجد عنبر کے ساتھ اپنی کوٹھی سے باہر نکلا تھا اور عنبر نے اسے کہا تھا کہ وہ واپس اپنی دنیا میں جا رہا ہے اور ناگ کے دیئے ہوئے منکے کو آزمائے گا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

امجد نے اپنی کوٹھی کی طرف نگاہ ڈالی۔ کوٹھی میں روشنی ہو رہی تھی اور نوکر میز پر رات کا کھانا لگا رہا تھا۔ اس کے ڈیڈی برآمدے میں آئے اور انہوں نے ادھر ادھر دیکھ کر امجد کو آواز دی۔ امجد بھاگ کر ان کے پاس گیا۔ اس کے ڈیڈی نے پوچھا۔

"بیٹا تمہارے دوست عنبر کہاں چلے گئے؟"

امجد نے کہا۔

"ڈیڈی وہ چلے گئے۔"

"کہاں بیٹا"

امجد نے گہرا سانس بھر کر کہا۔

"یہ کوئی نہیں بتا سکتا"

امجد کا باپ مسکرا دیا۔

"اچھا اچھا سمجھ گیا۔ وہ ضرور پنڈی گئے ہوں گے۔ وہ پنڈی کا مجھ سے ذکر کر رہے تھے۔ کھانا بھی انہوں نے نہیں کھایا۔ چلو بیٹا تم کھا لو۔ تمہاری امی اور بہن کھانے پر تمہارا انتظار کر رہی ہیں۔"

امجد کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ اس کا لباس اب پرانے زمانے کا نہیں تھا۔ بلکہ پھر وہی پتلون قمیض والا لباس واپس آ گیا تھا۔ اس نے ڈرائنگ روم میں آتے ہی کلاک

پر وقت دیکھا۔ ماریا نے ٹھیک کہا تھا۔ وہ ماریا اور عنبر ناگ کی دنیا میں ایک سال کے قریب وقت گزار کر آیا تھا۔ مگر یہاں اسے صرف بیس منٹ ہی گزرے تھے۔ بیس منٹ پہلے وہ عنبر کے ساتھ کوٹھی سے باہر برگد کے درخت تک گیا تھا۔ اس وقت نوکر کھانا لگانے کے لیے لا رہا تھا اور جب امجد نے عنبر کے پیچھے چھلانگ لگائی اور عنبر ناگ ماریا کی پر اسرار دنیا میں گیا اور واپس آیا تو اسے وہاں سال بھر گزر گیا تھا مگر یہاں صرف بیس منٹ ہوئے تھے اور نوکر میز پر کھانا لگا کر ابھی ابھی فارغ ہوا تھا۔ امجد نے اپنی امی اور بہن کو بڑی پیار بھری نظروں سے دیکھا جیسے کہہ رہا ہو کہ خدا کا شکر ہے مجھے پھر تمہاری صورتیں دیکھنی نصیب ہوئیں۔ وہ کھانے کی میز پر بیٹھ گیا۔ اس کی امی نے امجد کی انگلی میں نیلے پتھر کی انگوٹھی دیکھ کر پوچھا۔

"یہ انگوٹھی کہاں سے لی امجد؟"

امجد نے انگوٹھی کی طرف دیکھا۔ اس کے کانوں میں ماریا کی آواز آئی۔

"یہ میری نشانی ہے۔ یہ تمہیں میری یاد دلائے گی۔"

امجد ماریا بہن کے لیے اداس ہو گیا۔ اس نے گہرا سانس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لے کر کہا۔

"عنبر مجھے اپنی نشانی کے طور پر دے گیا ہے ممی"

ادھر ماریا امجد کے جانے کے بعد اہرام سے نکلی اور عنبر اور ناگ کی تلاش میں ملک بابل کی طرف روانہ ہو گئی۔ اس کا خیال تھا کہ ہو سکتا ہے عنبر ناگ کا اس ملک میں کوئی سراغ مل جائے کیونکہ وہ ملک مصر کے بالکل ساتھ ہی تھا۔ خلائی لڑکی کیٹی کا خیال ماریا کو برابر لگا ہوا تھا اور اس نے دل میں عہد کر رکھا تھا کہ اگر عنبر اور ناگ، مل سکے تو وہ واپس ملک ایران جا کر دوبارہ خلائی لڑکی کیٹی کا سراغ لگائے گی۔

اب ہم عنبر اور ناگ کی طرف آتے ہیں۔

ساتھیو! آپ کو یاد ہو گا کہ مردوخ کے مندر کی تباہی کے بعد عنبر ناگ وہاں سے نکل کر دریائے فرات کے کنارے کنارے ماریا کی تلاش میں چل پڑے تھے۔ دونوں دوست اور بھائی ایک مدت کے بعد اکٹھے ہوئے تھے اور وہ بڑے خوش تھے۔ اب ان کی سب سے بڑی خواہش یہی تھی کہ کسی طرح انہیں ماریا بھی مل جائے تاکہ وہ تینوں بہن بھائی ایک بار پھر اکٹھے ہو جائیں اور مل کر اپنا سفر جاری رکھ سکیں۔ مگر قدرت کو ابھی ان کا ملاپ منظور

نہیں تھا۔ ابھی ان کے طویل اور خطرناک سفر میں کئی بھیانک واقعات آنے والے تھے۔

دونوں ماریا کے بارے میں باتیں کرتے جا رہے تھے۔ دونوں کو ماریا بہت یاد آ رہی تھی۔ انہیں اس طرح چلتے چلتے جب رات ہو گئی تو ناگ نے عنبر سے کہا۔

"کوئی ایسی جگہ ہو جہاں رات بسر کی جائے"

عنبر بولا۔

"کیا تھک گئے ہو تم ناگ؟"

ناگ مسکرایا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ہم کبھی تھکا نہیں کرتے ہم تو صدیوں کے مسافر ہیں اور صدیوں سے سفر کر رہے ہیں۔ نہ ہم تھکتے ہیں نہ ہمیں بھوک لگتی ہے اور نہ پیاس ستاتی ہے۔"

عنبر نے پوچھا۔

"پھر کسی جگہ رات بسر کرنے کا خیال تمہیں کیوں آیا؟"

ناگ نے کہا۔

"ویسے ہی کبھی کبھی جی چاہتا ہے کہ چلتا پھرتا چھوڑ کر کسی جگہ آرام سے لیٹا جائے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا۔

"یہاں تو مجھے کوئی ایسی جگہ نظر نہیں آتی"

"اس جگہ کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟"

ناگ نے دریا کے پار ایک ٹیلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہاں رات کے اندھیرے میں سبز رنگ کی دھیمی دھیمی روشنی ہو رہی تھی۔ عنبر نے کہا۔

"کوئی سرائے لگتی ہے مجھے"

ناگ بولا۔

"سرائیں عام طور پر شہروں کے قریب ہوتی ہیں اور یہ تو ویران علاقہ ہے"

عنبر نے کہا۔

"پھر تو وہاں ضرور چلنا چاہیئے۔ یہ بھی راز معلوم ہو جائے گا کہ یہ کون سی جگہ ہے اور رات بھی بسر کر لیں گے"

"اچھا خیال ہے" ناگ نے کہا۔

دونوں دوستوں نے کچھ دور آگے جا کر دریا کو کشتیوں کے ایک پل پر سے عبور کیا اور ویران علاقے میں رات کے اندھیرے میں اس ٹیلے کی طرف روانہ ہوئے جس کے اوپر سبز روشنی ہو رہی تھی۔ ٹیلے کے پاس

جا کر انہوں نے دیکھا کہ یہ سبز روشنی ٹیلے کے اوپر ایک پرانی طرز کے حویلی نما بلکہ قلعہ نما دو منزلہ مکان میں ایک چھوٹی سی کھڑکی سے آ رہی تھی۔ عنبر نے کہا۔

"کمال کی بات ہے باقی ساری حویلی میں اندھیرا ہے صرف اس اوپر والی کھڑکی میں سبز روشنی ہو رہی ہے"

ناگ نے کہا۔

"تم یہاں ٹھہرو۔ میں اوپر جا کر پتہ کرتا ہوں کہ یہ روشنی کس نے کی ہے اور اس حویلی میں کوئی رہتا بھی ہے کہ نہیں"

عنبر نے ناگ کو روکا کہ خواہ مخواہ اسے اکیلے جانے کی کیا ضرورت ہے وہ اکٹھے ہی چلتے ہیں مگر ناگ نہ مانا اور سیاہ عقاب کی شکل اختیار کر کے اڑا اور اس کھڑکی میں سے اندر داخل ہو گیا جہاں سبز روشنی ہو رہی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی دیواروں پر اینٹوں کی بجائے انسانی کھوپڑیاں چنی ہوئی تھیں۔ فرش پر قالین بچھا تھا جس کے درمیان میں ایک بہت بڑا چوکور پتھر پڑا تھا جس میں ایک تلوار آدھی اندر گھسی ہوئی تھی۔ آدھی تلوار باہر تھی اس تلوار میں سے سبز روشنی کی کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ مگر سب سے زیادہ حیرت ناگ کو جس چیز سے ہوئی وہ ایک انسان کا ڈھانچہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا پنجر تھا جس کی گردن میں رسی بندھی تھی اور جو چھت سے لٹک رہا تھا۔ ہڈیوں کے اس پنجر کی کھوپڑی ایک طرف کو جھکی ہوئی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ اس آدمی کو چھت سے لٹکا کر پھانسی دی گئی تھی اور اس کی لاش وہیں لٹکے لٹکے ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گئی تھی۔

ناگ انسانی شکل میں آگیا تھا اور ایک ایک چیز کو تعجب سے دیکھ رہا تھا۔ دیوار میں انسانی کھوپڑیاں ایک دوسری کے اوپر نیچے جوڑی گئی تھیں اور تمام کی تمام کھوپڑیاں ایک ہی سائز کی تھیں۔ ناگ اس چوکور پتھر کے پاس آگیا جس میں تلوار آدھی اندر دھنسی ہوئی تھی اور جتنی تلوار باہر تھی اس میں سے سبز کرنیں پھوٹ رہی تھیں۔ تلوار کا دستہ کالے پتھر کا بنا ہوا تھا اور چمک رہا تھا۔ ناگ تلوار کے ذرا اور قریب ہوا تو چھت کے ساتھ لٹکتے ہوئے انسانی پنجر میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے آہستہ آہستہ ہلنا شروع کر دیا۔ ناگ نے چوکور پتھر کو ہاتھ لگایا تو انسانی پنجر نے ہلنا بند کر دیا۔ ناگ نے پتھر میں دھنسی ہوئی تلوار کے دستے کو پکڑ کر تلوار کو یونہی اوپر کی طرف کھینچا تو تلوار پتھر میں سے نکل کر اس کے ہاتھ میں آگئی۔

ناگ کے ہاتھ میں آتے ہی تلوار میں سے اتنی تیز

روشنی نکلی کہ سارا کمرہ سبز ہو گیا اور ناگ کی آنکھیں چکا ہو گئیں۔ اسے جیسے کسی نے دھکا دیا اور وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ناگ کے گرتے ہی انسانی پنجر کے دونوں بازوؤں کی ہڈیاں اپنی گردن کی طرف گئیں۔ انہوں نے گردن میں بندھی ہوئی رسی کھولی اور انسانی پنجر جو لٹک رہا تھا نیچے اتر پڑا۔ قالین پر گرتے ہی پنجر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے بے ہوش ناگ کو اپنے ہڈیوں والے بازوؤں پہ اٹھایا اور سامنے جو کھوپڑیوں کی دیوار تھی اس کی طرف چلا۔ کھوپڑیوں کی دیوار شق ہو گئی۔ پنجر ناگ کو اٹھائے اٹھائے دیوار میں سے گزر کر حویلی کی چھت پہ آگیا۔

اندھیری رات۔ موت ایسی خاموشی۔ پنجر نے ناگ کو چھت کے کنارے پر بنی ہوئی بارہ دری میں دیوار کے ساتھ کھڑے کر دیا۔ ناگ بے ہوش تھا مگر اس کے ہاتھ میں سبز رنگ کی تلوار تھی جس میں سے اب روشنی نکلنا بند ہو گئی تھی۔ پنجر نے اپنا ہڈیوں والا بازو اوپر اٹھا کر کھوپڑی کو بھی اوپر اٹھایا اور اس کے منہ سے ایک گڑگڑاہٹ کی سی آواز نکلی۔ اس آواز کے نکلتے ہی بارہ دری میں سبز دھواں بھر گیا۔ دھواں جب چھٹا تو وہاں نہ پنجر تھا اور نہ ناگ ——

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں غائب ہو چکے تھے۔
ناگ کو جب دیر ہو گئی تو عنبر پریشان ہوا کہ وہ اندر جا کر بیٹھ ہی گیا ہے۔ اس نے ایک بار کھڑکی میں سبز روشنی کو بڑی تیزی سے چمکتے دیکھا تھا۔ سوچا شاید وہاں کوئی رہتا ہو اور اس نے روشنی تیز کر دی ہو۔ مگر ناگ ابھی تک کیوں نہیں آیا؟ یہ سوچ کر عنبر حویلی میں داخل ہو گیا۔ پھرتے پھراتے وہ اس کمرے میں آ گیا جہاں مردے کا پنجر لٹک رہا تھا اور چوکور پتھر میں سبز جادوئی تلوار دھنسی ہوئی تھی۔ چوکور پتھر ویسے ہی پڑا تھا جہاں تلوار دھنسی تھی وہاں سوراخ رہ گیا تھا۔ عنبر نے دیوار میں لگی ہوئی کھوپڑیوں کو بڑے غور سے دیکھا۔ اس نے ناگ کو آوازیں بھی دیں مگر کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ ایسا لگتا تھا کہ حویلی عرصے سے ویران چلی آ رہی ہے۔
لیکن ناگ کہاں چلا گیا۔ ابھی تو اس کی آنکھوں کے سامنے حویلی میں داخل ہوا تھا کمال کی بات یہ تھی کہ کھڑکی میں سے آتی جس سبز روشنی کو دیکھ کر ناگ حویلی میں داخل ہوا تھا۔ اب وہ سبز روشنی کہیں نہیں تھی۔ ضرور کوئی پراسرار بات ہو گئی ہے۔ عنبر نے سوچا۔ وہ حویلی میں گھوم پھر کر ناگ کو ڈھونڈنے اور آوازیں دینے لگا۔ اس نے

ساری حویلی چھان ماری۔ سارے کمرے دیکھ لیے۔ ایک ایک جگہ آواز دی مگر ناگ کا کوئی سراغ نہ مل سکا۔
عنبر فکر مند بھی ہوا اور اداس بھی ہو گیا۔ کیونکہ ایک مدت بعد دونوں دوست۔ دونوں بھائی ملے تھے کہ پھر بچھڑ گئے۔ عنبر کو یہ بھی پریشانی تھی کہ کہیں ناگ کسی مصیبت میں نہ پھنس گیا ہو۔ عنبر حویلی کی چھت پر آیا تو اس نے ایک بارہ دری دیکھی۔ یہی وہ بارہ دری تھی جہاں ناگ غائب ہوا تھا۔ مگر ناگ کے گم ہونے کا وہاں کوئی نشان نہیں تھا۔ ناگ کی کوئی چیز بھی وہاں گری ہوئی نہیں تھی کہ جس سے اندازہ لگایا جا سکتا کہ ناگ یہاں بارہ دری میں آیا تھا۔
عنبر ناامید ہو کر بارہ دری میں بیٹھ گیا۔ اس کے آس پاس رات خاموش اور اندھیری تھی۔ ہوا آہیں بھرتی گزر رہی تھی۔ کہیں کسی پتے کے کھڑکنے کی آواز تک نہیں آ رہی تھی۔ عنبر اپنے دوست ناگ کے لیے دل میں بہت پریشان تھا۔ ناگ کے بارے میں وہ ہمیشہ پریشان رہا تھا۔ کیونکہ ماریا غائب تھی اور وہ موت کی پہنچ سے باہر تھی۔ وہ خود یعنی عنبر بھی موت سے بے نیاز تھا خواہ کچھ مدت کے لیے ہی سہی مگر ناگ زخمی بھی ہو سکتا تھا اور مر بھی سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ جب کبھی وہ گم یا لاپتہ ہو جاتا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یا کسی مصیبت میں پھنس جاتا تو عنبر اور ماریا اس کے لیے پریشان ہو جاتے تھے۔

اس وقت بھی عنبر کے دل میں ایک ہی خیال لگا ہوا تھا کہ ناگ کہیں کسی ایسی مصیبت میں نہ پھنس گیا ہو جس میں اس کی جان کا خطرہ ہو۔ لیکن اس سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ ناگ کو کہاں تلاش کرے۔ وہ حویلی میں آ کر اچانک غائب ہو گیا تھا اور اس کا کہیں بھی کوئی سراغ نہیں مل رہا تھا۔ عنبر بارہ دری سے اٹھا اور حویلی کی پہلی منزل میں آ گیا۔ حویلی کے بڑے بڑے کمرے ویران تھے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ مدتوں سے اس حویلی میں کوئی شخص آباد نہیں تھا۔ راہ داریوں اور کمروں اور برآمدوں میں موت کی خاموشی اور قبر ایسا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ عنبر پہلی منزل میں حویلی کے پچھواڑے آ گیا۔ یہاں ایک جگہ باغ میں کنواں بنا ہوا تھا۔ عنبر نے کنوئیں میں جھانک کر دیکھا۔ کنواں گہرا تھا۔ اندھیرے میں نیچے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ عنبر کو اپنے پیچھے کسی کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ وہ جلدی سے ایک طرف ہٹ گیا اور ایک درخت کی اوٹ میں ہو کر دیکھنے لگا کہ اس کے پیچھے کون آ رہا تھا۔

اندھیرے میں عنبر نے دیکھا کہ ایک انسانی ہڈیوں کا

پنجر ہاتھ میں لوہے کا تھال لیے کنوئیں کی طرف چلا آ رہا ہے۔ عنبر حیران ہو کر انسانی پنجر کو گھورنے لگا۔ ہڈیوں کا یہ انسانی ڈھانچہ لوہے کا تھال لیے کنوئیں کے پاس آ کر رک گیا۔ لوہے کے تھال میں کسی انسان کی کھوپڑی رکھی ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹا خنجر پڑا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قاتل مردوں کا شہر

عنبر بڑے غور سے انسانی پنجر کو دیکھ رہا تھا۔

انسانی پنجر تھال میں رکھی کھوپڑی اور خنجر سمیت کنوئیں میں اتر کر غائب ہو گیا۔ اس کے غائب ہوتے ہی عنبر کنوئیں کے پاس آیا اور اس نے جھک کر جو گہری نظروں سے دیکھا تو اسے کنوئیں میں سیڑھیاں نظر آئیں جو کنوئیں کی دیوار کے ساتھ نیچے اتر گئی تھیں۔ عنبر یہ سوچ کر سیڑھیاں اترنے لگا کہ شاید یہاں سے کہیں اور کسی جگہ ناگ کا سراغ مل جائے۔ سیڑھیاں چھوٹی اور چکنے دار تھیں۔ وہ کنوئیں کی تہہ میں جا کر ختم ہو گئیں۔ آگے کنوئیں کی تہہ میں ایک غار کا چھوٹا کا منہ تھا جس کے آگے جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ انسانی پنجر اسی غار میں داخل ہوا ہو گا۔ عنبر نے سوچا اور وہ بھی جھاڑیوں کو ہٹا کر غار میں داخل ہو گیا۔ یہ غار ایک چھوٹی سی سرنگ تھی جس کی چھت صرف اتنی اونچی تھی کہ عنبر سر جھکا کر چل رہا تھا۔ پندرہ بیس قدم چلنے کے بعد یہ سرنگ ایک چوڑا غار بن گئی جس کی

چھت پہلے سے بھی زیادہ نیچی تھی۔ عنبر گھٹنوں کے بل چلنے پر مجبور ہو گیا۔ کیونکہ اگر وہ اٹھنے کی کوشش کرتا تھا تو اس کا سر غار کی چھت سے ٹکراتا تھا۔ یہاں اس نے کچھ فاصلے پر اسی انسانی پنجر کو دیکھا۔ تھال اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ تیز تیز ڈگ بھرتا آگے کو چلا جا رہا تھا۔

آگے ایک دروازہ تھا۔ محراب دار گول دروازہ جس کے باہر اژدھا کے دو بت دروازے کی دونوں جانب کھڑے تھے اور ان کی زبانیں باہر لٹک رہی تھیں۔ عنبر دل میں سوچ رہا تھا کہ یہ دروازہ کس نے بنایا ہے اور یہ انسانی ڈھانچہ کیسے چل رہا ہے اور کہاں جا رہا ہو گا۔ وہ اس کا برابر پیچھا کر رہا تھا۔ دروازہ کھل گیا انسانی ڈھانچہ اس کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے داخل ہونے کے بعد دروازہ اپنے آپ بند ہو گیا۔ عنبر بھاگ کر بند ہوتے ہوئے دروازے کے پاس آگیا۔ دروازہ اتنا مضبوط تھا کہ اسے کھولنے کے لیے عنبر کو بھی کافی زور لگانا پڑا۔

وہ دروازے میں سے گزر گیا۔ گزرنے کے بعد دروازہ ایک بار پھر اپنے آپ بند ہو گیا۔ عنبر نے دیکھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ وہ ایک وادی میں ہے جو چاروں طرف سے سیاہ کالے پہاڑوں میں گھری ہوئی ہے۔ آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں اور قبروں کی طرح کے اک منزلہ مکان بنے ہوئے ہیں۔ یوں سمجھ لیں کہ ایک ایک منزل جتنی اونچی قبریں بنی ہوئی ہیں جن کے اوپر چوکور پتھر لگے ہیں جس طرح کہ لوگ قبروں پر کتبے کے پتھر لگا کر مرنے والے کا نام لکھ دیتے ہیں۔ ان اک منزلہ قبروں ایسے مکانوں کے پتھروں پر بھی قبر میں رہنے والے کا نام لکھا ہے۔ ہر قبر کا صرف ایک دروازہ ہے۔ وادی بہت وسیع اور لمبی چوڑی ہے اور قبروں کا ایک پورا چھوٹا سا شہر آباد ہے۔

مگر وہاں کوئی مردہ دکھائی نہیں دے رہا۔ ان قبروں کے بیچ میں ایک تین منزلہ بڑی قبر ہے جس کے چاروں طرف مخروطی چھوٹے مینار کھڑے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہاں قبروں کے اس شہر کا سردار رہتا ہے۔ عنبر یونہی آگے بڑھا اسے قبروں میں سے مردے نکل کر اس کی طرف بڑھتے نظر آئے۔ انہوں نے ہاتھوں میں چھریاں پکڑ رکھی تھیں اور شور مچا رہے تھے۔ ہر مردہ سفید کفن میں لپٹا ہوا تھا۔ عنبر اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ وہ جانتا تھا کہ یہ قبروں میں سے

نکلے ہوئے مردے اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ مردے بھی اس کے دس پندرہ گز قریب آ کر رک گئے اور ایک دوسرے کو تکنے لگے۔ ان مردوں کے چہرے بڑے بھیانک تھے اور سر کھوپڑیاں بن رہے تھے۔ کسی کی ایک آنکھ کی جگہ سوراخ تھا تو کسی کی دونوں آنکھوں سوراخ بن چکی تھیں۔ وہ عنبر کی طرف خنجر پھینکنے لگے۔ عنبر بائیں جانب کو ہٹا تو اس کا پاؤں ایک نرم جگہ پر پڑا اور اندر ہی اندر گرتا چلا گیا۔ عنبر نے سنبھلنے کی بہت کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا اور ایک گہری کھوہ میں زمین پر چاروں شانے چت ہو کر گر پڑا۔ اس نے کھوہ کے اوپر والے سوراخ کی طرف دیکھا۔ اوپر مردوں کی کھوپڑیاں نیچے جھانک رہی تھیں۔ وہ خوش تھے کہ انہوں نے ایک ایسے آدمی کو قید میں ڈال دیا ہے جو ان کی دنیا میں چلا آیا تھا۔

اصل میں یہ ایک مردوں کی پر اسرار بستی تھی جہاں مر چکے قاتل اور ڈاکو اور اغوا کرنے والے مجرموں کے مردے رہتے تھے۔ یہ سب ایسے قاتل اور ڈاکو تھے جو پھانسی پا چکے تھے۔ پھانسی دینے کے بعد انہیں قبروں میں جب دفن کر دیا گیا تو یہ قبروں کے نیچے ہی نیچے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس مردوں کے شہر، بڑی بڑی قبروں کے شہر میں بھیج دیئے گئے تھے۔ ہر مردے کے گلے میں پھانسی کا پھندا پڑا تھا اور وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد سانس لیتے ہوئے اس طرح کراہتا۔ جیسے سخت تکلیف میں ہو۔ یہ انہیں ان کے گناہوں کی سزا مل رہی تھی۔ قبروں کا یہ شہر زمین کے اندر آباد تھا۔ دنیا میں جہاں کسی قاتل کو پھانسی پر چڑھانے کے بعد اس کی لاش قبر میں دفن کی جاتی تو اس کا مردہ دفن ہونے کے تین دن بعد قبر کے اندر ہی اندر سے چل کر قاتل مردوں کے اس شہر میں آجاتا تھا۔

عنبر اس شہر خاموشاں کے ایک گہرے کھوہ میں گر کر قید ہو گیا تھا۔ وہ بے بس تھا۔ کیونکہ کھوہ کی دیوار چکنی تھی۔ اس میں سے پانی رِس رہا تھا اور وہ دیوار کو پکڑ کر اوپر نہیں چڑھ سکتا تھا۔

اب ذرا ناگ کی سنیں کہ اس کے ساتھ کیا گزری!

پھانسی کے پھندے والا انسانی پنجر ناگ کو اٹھائے ہوئے قبروں کے اسی شہر کی ایک پہاڑی غار میں لے آیا۔ اسے دیوار کے ساتھ کھڑا کر دیا اور اس کے ہاتھ سے سبز روشنی والی تلوار لے کر اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ پھر پنجر نے کچھ پڑھ کر ناگ کے جسم پر پھونک ماری۔ ناگ

کو ہوش آگیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک نیم روشن غار میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہے اور سامنے انسانی پنجر ہے جس کے ہاتھ میں تلوار پکڑی ہوئی ہے۔ ناگ نے فوراً گہرا سانس لیا کہ وہاں سے سانپ بن کر فرار ہو جائے کہ انسانی پنجر نے قہقہہ لگا کر کہا:

"میری آنکھوں کی طرف دیکھو"

پنجر کی آنکھوں سے سرخ روشنی نکل رہی تھی۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"میری اس روشنی کی سرخ شعاعیں تمہارے جسم میں داخل ہو چکی ہیں اب تم جب تک میرا وہ مقصد پورا نہیں کرتے جس کے لیے میں تمہیں یہاں لایا ہوں تم میرے غلام ہو اور اپنی مرضی سے یہاں سے باہر نہیں نکل سکتے"

ناگ نے پوچھا۔

"تم کون ہو اور مجھے یہاں کس مقصد کے لئے لائے ہو؟"

انسانی پنجر نے کہا۔

"میں کون ہوں؟ تمہیں اس سے کوئی سروکار نہیں۔ تم صرف اتنا سمجھ لو کہ میں مردہ ہوں اور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے اندر انسانوں سے بڑھ کر طاقت ہے مجھے اسی کمرے میں پھانسی دے دی گئی تھی جس کمرے میں تم نے پتھر میں دھنسی ہوئی تلوار نکالی تھی۔ میں کئی سالوں سے چھت کے ساتھ لٹکا ہڈیوں کا پنجر بن گیا۔ صرف اس انتظار میں کہ کوئی ایسا انسان آئے جو اصل میں سانپ ہو اور انسان بن کر زندہ ہو۔ کیونکہ صرف وہی پتھر میں دھنسی ہوئی تلوار باہر نکال سکتا تھا اور صرف وہی میرا کام پورا کر سکتا تھا اور صرف اسی پر میری آنکھوں کی سرخ شعاعیں اپنا اثر کر سکتی تھیں۔ میں نے کئی سال تک تمہارا انتظار کیا پھر تم آگئے اور تم نے پتھر میں سے تلوار کو نکال لیا اور میں نے تمہیں اپنے قابو میں کر لیا"

ناگ نے کہا۔

"تم مجھ سے کیا کام لینا چاہتے ہو؟"

انسانی پنجر بولا۔

"اس تلوار میں تمہاری جان ہے جو اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ تم اگر اس تلوار کو چھین لینے کے لیے میرے قریب آؤ گے تو

سانپ بن کر تڑپ تڑپ کر مر جاؤ گے اور پھر کبھی زندہ نہ ہو سکو گے اب غور سے سنو۔ میں تمہیں وہ کام بتاتا ہوں جو تمہیں میرے لیے کرنا ہے۔ اپنے لیے کرنا ہے۔ کیونکہ میرا کام کرنے کے بعد ہی تم اس جگہ سے آزاد ہو کر زندوں کی دنیا میں واپس جا سکو گے۔ نہیں تو قیامت تک اسی مردوں کے شہر میں سانپ بن کر رینگتے پھرو گے اور کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا"

ناگ نے انسانی پنجر کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"تم نے ابھی تک وہ کام نہیں بتایا جو مجھے کرنا ہے"

پنجر نے تلوار کا رخ ناگ کی طرف کر دیا۔ تلوار میں سے اب سرخ روشنی نکل کر ناگ کے جسم پر پڑنے لگی۔

پنجر نے کہا۔

"اس روشنی نے تمہیں میرا غلام بنا دیا ہے۔ تم وہی کرو گے جو میں کہوں گا۔ غور سے سنو"

پنجر نے تلوار پیچھے کر لی۔ سرخ روشنی بجھ گئی۔

"قبروں کے اس شہر میں سالہا سال سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مردے رہ رہے ہیں۔ یہ قاتلوں اور پھانسی پانے والوں کے مردے ہیں جو اپنی قبروں میں سفر کرتے ہوئے اس شہر میں آگئے ہیں۔ میں بھی اسی شہر میں رہتا تھا۔ مگر ان لوگوں نے میرے ساتھ دشمنی شروع کر دی اور ایک دن حویلی والے کمرے میں لے جا کر مجھے ایک بار پھر پھانسی پر چڑھا دیا۔ جن مردوں کو دوبارہ قتل کیا جائے یا پھانسی دی جائے وہ ہڈیوں کے پنجر بن جاتے ہیں۔ نہیں تو دوسرے مردے مردہ گوشت پوست کے ساتھ چلتے پھرتے اور باتیں کرتے ہیں۔ انہوں نے میری لاش کے نیچے پتھر میں تلوار دھنسا دی اور کہا کہ اس تلوار کو ایک ایسا آدمی اس پتھر سے نکال کر تمہیں اس عذاب سے نجات دلا سکے گا جو اصل میں سانپ ہو اور چونکہ ایسا آدمی ملنا مشکل بلکہ ناممکن ہے اس لیے اب تم قیامت تک عذاب سہتے رہو گے۔ لیکن میرے دل کو یقین تھا کہ ایک نہ ایک دن ایسا انسان حویلی میں ضرور آئے گا۔ اور پھر ایسا ہی ہوا اور تم آگئے۔"

ناگ نے پوچھا۔

"تم نے ابھی تک مجھے یہ نہیں بتایا کہ مجھے کیا کرنا ہو گا"

انسانی پنجر بولا۔

"آئندہ تم میری بات کو بیچ میں سے کاٹو گے تو میں اس تلوار سے تمہاری گردن اڑا دوں گا"

ناگ نے کہا۔

"میری گردن اڑا دو گے تو تمہارا کام کون کرے گا؟"

پنجر بولا۔

"یہ میں بعد میں دیکھ لوں گا لیکن تمہیں تمہاری گستاخی کی سزا ضرور دوں گا۔ پس اب درمیان میں مت بولنا۔ سنو! قبروں کے اس شہر کے مردوں نے زمین کے اندر ایک غار میں اپنی ساری دولت سونے کی شکل میں چھپا رکھی ہے۔ اسی غار میں جہاں یہ سونے کا انبار لگا ہے ایک صندوقچی میں آب حیات کی شیشی بھی پڑی ہے۔ یہ آب حیات اس مردوں کے شہر کے سردار کی ہے جو خود بھی اس کا ایک قطرہ پی کر ہمیشہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے لیے زندہ ہو گیا ہے۔ اور صرف اس مردے
کو آب حیات کا قطرہ دیتا ہے جس پر وہ خوش
ہوتا ہے۔ چونکہ وہ میرا دشمن ہے اور اسی نے
مجھے دوبارہ پھانسی پر لٹکایا تھا اس لیے سوال
ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ مجھے اس آب حیات
میں سے ایک قطرہ پینے کو دے۔ میں چاہتا
ہوں کہ تم اس غار میں جاؤ اور آب حیات
کی شیشی اور وہاں جمع کی ہوئی مردوں کی دولت
میرے لیے سمیٹ کر لے آؤ،،
ناگ نے کہا۔

"لیکن کیا وہاں پہرہ نہیں لگا ہوا؟،،
پنجر نے کہا۔

جس کوٹھڑی میں سونے کا انبار اور آب حیات
کی شیشی ہے اس کے دروازے پر تانبے کا
ایک پتلا تلوار ہاتھ میں لیے پہرہ دیتا ہے۔ کسی کی
ہمت نہیں کہ اس کی آنکھ بچا کر کوئی مردہ اس
کوٹھڑی میں داخل ہو سکے،،

"تو پھر میں کیسے اندر جاؤں گا؟،، ناگ نے سوال کیا۔
انسانی پنجر نے کہا۔

"سنو! صرف تم ہی ایک ایسے شخص ہو جو
اس کوٹھڑی میں داخل ہو سکتے ہو۔ اگر یہ بات
نہ ہوتی تو میں اتنے سالوں تک چھت کے ساتھ
لٹکا تمہارا انتظار نہ کرتا۔ تم سانپ بن کر اس کوٹھڑی
میں جاؤ گے اور سب سے پہلے آب حیات کی
شیشی لا کر مجھے دو گے۔ میں آب حیات کا ایک
قطرہ پی کر پھر سے زندہ ہو جاؤں گا اور یہ لوگ
مجھے دوبارہ ہلاک نہ کر سکیں گے۔ میں ان کے
شہر کا سردار بن جاؤں گا اور ان کی ساری دولت
پر قبضہ کر لوں گا۔ اس کے بعد تم اس تلوار
کو لے کر اس پرانی حویلی میں جاؤ گے اور اسے
دوبارہ پتھر کے چوکور ٹکڑے میں دھنسا دو گے
کیونکہ مردوں کے شہر کا سردار ہونے کے بعد
میں زندوں کی دنیا میں واپس نہیں جا سکوں گا اگر
واپس گیا تو وہیں مر جاؤں گا۔ اب تم جاؤ۔
میں ابھی پہاڑی غار میں تمہاری واپسی کا انتظار کروں
گا۔ اگر تم نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی
تو یاد رکھو تمہاری جان اس تلوار میں ہے اور تلوار
میرے قبضے میں ہے۔ میں اس تلوار کو دیوار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ساتھ ماروں گا اور تم جہاں کہیں بھی ہوگے ہلاک ہو جاؤ گے"

ناگ نے کہا۔

"تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو۔ میری طاقت کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو"

انسانی پنجر نے تلوار کی نوک ناگ کی طرف کر دی۔ تلوار میں سے تیز سرخ روشنی نکل کر ناگ کے جسم پر پڑی اور وہ تڑپنے لگا۔ ناگ نے زمین پر تڑپتے تڑپتے ہاتھ بلند کر کے کہا۔

"میں ویسے ہی کروں گا جیسا تم کہو گے"

انسانی پنجر نے تلوار کا رخ پیچھے کر دیا۔ سرخ روشنی غائب ہو گئی۔ ناگ کو انسانی پنجر اس غار کا خفیہ راستہ بتایا جو مردوں کے شہر میں سے ہو کر ایک ویرانے میں بہت بڑی قبر کے نیچے چلا جاتا تھا۔ یہاں ایک غار میں وہ کوٹھڑی تھی جس کے دروازے پر تانبے کا بت تلوار ہاتھ میں لیے پہرہ دیتا تھا اور کوٹھڑی بھی وہ صندوقچی تھی جس میں آب حیات تھا اور وہ جواہرات اور سونے کے ڈھیر تھے جو مردوں نے اپنے سردار کے حکم پر زمین کے اندر سے نکال کر وہاں جمع کئے ہوئے تھے۔

ناگ نے آب حیات لے کر واپس آنے کا وعدہ کیا اور پہاڑی غار سے سیاہ چھوٹے سانپ کی شکل میں باہر نکل آیا۔ وہ زمین پر رینگتے ہوئے آب حیات والی بڑی قبر کی طرف چل پڑا۔ اس نے دیکھا کہ شہر کا کوئی آسمان نہ تھا۔ اس کی جگہ کافی بلندی پر جا کر زمین کی انڈے کی طرح کی طرح چھت پڑی ہوئی تھی۔ اس چھت کے نیچے مردوں کا شہر آباد تھا۔ بڑی بڑی قبریں بنی ہوئی تھیں جس کے اندر مردے رہ رہے تھے۔ وہ قبروں کے درمیان آہستہ آہستہ گھسٹتے ہوئے چل پھر بھی رہے تھے۔ وہ زیادہ تر خاموش رہتے اور جب بات کرتے تو ان کے منہ سے سرگوشیاں سی نکلتی تھیں۔

ناگ سانپ کی شکل میں قبروں کے درمیان سے ہو کر گھاس پھونس میں چھپتا چھپاتا قبروں کے مکانوں سے دور نکل گیا۔ انسانی پنجر نے ناگ کو بتایا تھا کہ اگر کوئی اسے ہلاک کرنے کی کوشش کرے تو وہ اسے ڈس دے۔ اس کے ڈسنے سے مردہ بے حس ہو جائے گا۔ اور اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ لیکن انسانی پنجر نے ناگ کو یہ بھی بتا دیا تھا کہ اس کا سب سے بڑا مقابلہ کوٹھڑی کے باہر پہرہ دینے والے تانبے کے بت سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو گا۔ اس بت کے اندر ایسی مشین لگی ہے کہ اس کے ہاتھ کی تلوار دروازے میں ہر وقت چاروں طرف گھومتی رہتی ہے۔ اگر کوئی مردہ اس کے اندر داخل ہونے کی کوشش بھی کرے تو تلوار اس کے ٹکڑے کر دے گی۔ لیکن تانبے کا پتلا سردار کے جادو کے اثر میں بھی ہے اور اسے معمولی سے معمولی کیڑے مکوڑے کے بھی کوٹھڑی میں داخل ہونے کا پتہ چل جائے گا اور وہ اسے قتل کرنے کے لیے آئے گا۔

”بس! یہ تمہارا کام ہے کہ تم تانبے کے پتلے کی تلوار سے اپنے آپ کو بچاؤ اور آب حیات کی شیشی لے کر وہاں سے فرار ہو جاؤ۔ اگر تم تانبے کے پتلے کی تلوار کی زد میں آ گئے تو میں تمہیں موت کے منہ سے نہ بچا سکوں گا۔ تانبے کا بت تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا اور تم ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سو جاؤ گے۔“

ناگ کو سب سے زیادہ فکر اسی تانبے کے بت کا تھا۔ لیکن وہ اپنی زندگی اور آزادی حاصل کرنے کی لگن میں چلا جا رہا تھا۔ کیونکہ وہ انسانی پنجر کو آب حیات دینے کے بعد ہی اس سے نجات حاصل کر سکتا تھا۔

مصیبت میں ناگ پہلے کبھی گرفتار نہیں ہوا تھا۔ ناگ دل ہی دل میں انسانی پنجر کو گالیاں بھی دے رہا تھا اور شہر سے دور ویرانے کی بڑی قبر کی طرف رینگتا بھی جا رہا تھا۔ اچانک ایک مردے کی نگاہ ناگ پر پڑ گئی۔ مردوں کے اس تہہ دوز شہر میں سانپ کبھی نہیں آتے تھے۔ سانپ ان پھانسی پانے والے قاتل مردوں کے خوف کے مارے اپنے اپنے بلوں سے بھاگ کر اس شہر سے کہیں دور چلے گئے تھے۔ اس مردے نے جو ایک کالے سانپ کو قبروں کے درمیان گھاس میں رینگتے دیکھا تو اپنے حلق میں سے سرگوشی ایسی خشک اور باریک آواز نکالی۔

”سانپ ـــــ سانپ ـــــ“

اس آواز کو سن کر ایک اور مردہ قبر سے نکل کر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں قبر کھودنے والی کھرپی تھی۔ اس نے سانپ کو دیکھا اور اس پر کھرپی سے حملہ کر دیا۔ ناگ اگر تیزی سے پہلو نہ بدل جاتا تو کھرپی کی تیز دھار نے اس کے دو ٹکڑے کر دیے تھے۔ ناگ بھاگا۔ مردے بھی اس کے پیچھے دوڑے۔ ناگ ایک بڑی قبر کے اوپر چڑھ گیا۔ مردے بھی قبر پر چڑھ آئے اور کھرپی سے بار بار سانپ کو دو ٹکڑے کرنے کی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کوشش کرنے لگے۔ انہیں یہ ڈر تو تھا ہی نہیں کہ اگر سانپ نے کاٹ لیا تو وہ مرجائیں گے۔ وہ تو پہلے ہی مرے ہوئے تھے۔ اس لیے بے دھڑک ہو کر سانپ کو پکڑنے اور ہلاک کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ناگ نے سانس بھر کر پرندہ بننے کی کوشش کی مگر وہ انسانی پنجر کی تلوار کے جادو کے اثر میں تھا اور اپنی مرضی سے سوائے سانپ یا انسان کے اور کچھ نہیں بن سکتا تھا۔ انسان وہ اس لیے نہیں بننا چاہتا تھا کہ اس طرح اس کا بھانڈا پھوٹ جاتا اور انسانی پنجر کے لیے وہ آب حیات کی شیشی نہیں لے جا سکتا تھا۔ اور اس کی قید سے آزاد نہیں ہو سکتا تھا۔ ویسے بھی انسان بننے میں ایک یہ خطرہ بھی تھا کہ کسی بھی مردے کے ہاتھ لگانے سے وہ سُن ہو کر پتھر بن جاتا۔ یہ بات بھی انسانی پنجر نے اسے سمجھا دی تھی۔

ناگ کی جان عذاب میں پھنس گئی تھی۔

ناچار ہو کر اس نے پلٹ کر پھنکار ماری اور اپنے آپ کو بچا کر اچھل کر ایک مردے کی ٹانگ پر ڈس دیا۔ کھرپی والے مردے نے زور سے کھرپی ماری۔ کھرپی ناگ کے بالکل قریب زمین میں دھنس گئی۔

مردہ زمین میں سے کھرپی باہر نکال رہا تھا کہ ناگ نے دوسرے مردے کی گردن پر بھی ڈس دیا۔ دونوں مردے بے حس ہو کر زمین پر گر پڑے۔ ان کی آنکھیں کھلی تھیں مگر وہ حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ ناگ نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس عذاب سے پیچھا چھوٹا۔ اب وہ تیزی سے رینگتا ویرانے والی قبر کی طرف بھاگا جس کے نیچے غار کے تہہ خانے میں وہ کوٹھڑی تھی جس کے اندر خزانہ اور آب حیات کی شیشی تھی۔

مردوں کے شہر میں ہر وقت ہلکا ہلکا اندھیرا چھایا رہتا تھا اور اس اندھیرے کو دور کرنے کے لیے قبروں کے مکانوں پر چراغ جلتے رہتے تھے۔ ان چراغوں کی روشنی میں ناگ شہر سے تھوڑے فاصلے پر ویرانے میں پہنچ گیا۔ یہاں اس نے ایک قبر دیکھی جو ہاتھی کے بہت بڑے پیٹ کی طرح ابھری ہوئی تھی۔ اس قبر پر کوئی چراغ نہیں جل رہا تھا۔ انسانی پنجر نے ناگ کو اس قبر کے نیچے جانے کا خفیہ راستہ بتا دیا تھا۔ ناگ نے وہ راستہ تلاش کر لیا اور قبر کے سوراخ میں سے اندر گھس گیا۔ سوراخ میں تھوڑی دور جانے کے بعد راستہ چوڑا ہو گیا اور مٹی کی سیڑھیاں نظر آئیں جو نیچے غار میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جا رہی تھیں۔ غار میں اندھیرا تھا مگر ناگ اندھیرے میں راستے کو تلاش کرتا آگے بڑھ رہا تھا۔

تھوڑی دور چلنے کے بعد غار ایک تہہ خانے میں داخل ہو گئی۔ اس تہہ خانے میں ایک موڑ آیا۔ یہاں ناگ نے ایک انسانی ڈھانچہ دیکھا جس کے گلے میں رسی بندھی تھی اور جو چھت کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ ضرور یہ اس مردے کا ڈھانچہ ہوگا جو آبِ حیات کی تلاش میں ادھر آیا اور پکڑا گیا اور پھر اسے دوبارہ پھانسی چڑھا دیا گیا اور دوبارہ پھانسی چڑھانے سے وہ مر گیا اور اس کے بدن کا گوشت گل سڑ گیا اور وہ ہڈیوں کا پنجر بن گیا۔

ناگ مردوں کے اس شہر کے اسرار دیکھتا اور حیران ہوتا آگے بڑھا۔ تہہ خانے کا موڑ گھوما تو اسے ایسی آواز آئی جیسے کوئی ہوا میں پنکھا چلا رہا ہو ناگ آہستہ ہو کر رینگنے لگا۔ پنکھا چلنے کی آواز قریب آنے لگی تھی۔ جونہی وہ دیوار پر سے گھوما اس نے دیکھا سامنے ایک کوٹھڑی کا دروازہ تھا۔ اس دروازے کے درمیان میں تانبے کا ایک بت کھڑا تھا۔ بت کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ تلوار کو وہ بڑی تیزی سے اپنے ارد گرد گھما رہا تھا اور وہ

پنکھے کی طرح اس کے ارد گرد دروازے میں اتنی تیزی سے گھوم رہی تھی کہ شوں شوں کی آواز پیدا ہو رہی تھی۔ اس گھومتی ہوئی تلوار کے درمیان سے یا نیچے یا اوپر سے گزرنا استرے پر سے گزرنے کے برابر تھا اگر کوئی گزر سکتا تھا تو سانپ ہی گزر سکتا تھا مگر اس میں بھی خطرہ تھا کہ تلوار کی نوک لگ کر جسم کے ٹکڑے نہ اُڑ جائیں۔ لیکن ناگ کو اس گھومتی ہوئی تلوار کے درمیان سے گزر کر کوٹھڑی کے اندر جانا تھا۔ اور اندر سے آبِ حیات کی شیشی منہ میں دبوچ کر باہر بھی آنا تھا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ انسانی پنجر نے ناگ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ تانبے کے بت کے ہاتھ میں تلوار پنکھے کی طرح طوفانی گردش کر رہی ہو گی۔ انسانی پنجر نے ناگ کو ایک اور بات نہیں بتائی تھی کہ اگر اس کا جسم تانبے کے بت سے لگ گیا تو تانبے کا بت سرخ ہو جائے گا اور اس کی خبر سردار کو ہو جائے گی اور وہ فوراً وہاں پہنچ جائے گا۔ کہ دیکھے کوئی اس کی دولت پر ڈاکہ تو نہیں ڈال رہا۔ اصل میں اس بات کی خود انسانی پنجر کو بھی خبر نہیں تھی۔ ناگ دیوار پر سے اتر آیا۔

وہ تانبے کے بت کی گھومتی ہوئی طوفانی گردش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

والی خطرناک تلوار کے درمیان سے گزرنے کی ترکیب کرنے لگا۔ اس نے تانبے کے بت کے قریب جاکر اسے غور سے دیکھا۔ تلوار کچھ اس طرح گردش کر رہی تھی کہ دروازے میں کوئی جگہ ایسی باقی نہ رہی تھی کہ کوئی شے کوٹھڑی میں داخل ہو سکے۔ ناگ نے کافی دیر سوچ بچار اور غور کرنے کے بعد دیکھا کہ کونے میں صرف ایک جگہ ایسی تھی جہاں سے وہ کوٹھڑی میں داخل ہو سکتا تھا۔ ناگ کے پاس اپنی وہ طاقت بھی نہیں رہی تھی کہ وہ عظیم ناگ دیوتا کی حیثیت سے کسی اژدھا یا بڑے سانپ کو اپنی مدد کے لیے وہاں بلالے۔ وہ زمین کے نیچے سوراخ بنا کر بھی کوٹھڑی میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ زمین پتھر کی تھی۔ کوٹھڑی کی دیواریں بھی پتھر کی تھیں۔

آخر ناگ نے اسی ایک چھوٹی سی جگہ سے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس میں اس کی جان کو سخت خطرہ بھی تھا مگر اس کی سوا اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا۔ ناگ آہستہ آہستہ دروازے کی چوکھٹ کی طرف بڑھا۔ جوں جوں وہ آگے جا رہا تھا تلوار کی گردش کی تیز آواز قریب آتی جا رہی تھی۔ ناگ رینگتا ہوا کوٹھڑی کی چوکھٹ کے بالکل قریب آ گیا۔ وہ اپنی گردن اٹھا کر گردش کرتی

تلوار کو سامنے دیکھ رہا تھا۔

ناگ نے خدا کا نام لیا اور بت کے پاؤں کے اور گھومتی تلوار کے درمیان جو چھوٹا سا سوراخ بنا ہوا تھا اس کی طرف بڑھا۔ ناگ کا دل دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ اسے اپنی موت سامنے دکھائی دے رہی تھی۔ تلوار کی گردش کرتی نوک اگر ذرا بھی اسے چھو جائے تو اس کا جسم ایک سیکنڈ کے لیے ختم ہو جائے گا۔ ناگ کا جسم کانپ رہا تھا۔ وہ سوراخ میں داخل ہو گیا۔ تلوار کی گردش اس کے جسم کے بالکل اوپر سے ہو کر گزر رہی تھی۔ مگر ناگ بڑی عقل مندی اور مہارت کے ساتھ رینگتا ہوا گزر گیا۔ اس نے خدا کا شکر ادا کیا۔

کوٹھڑی میں پہنچ کر وہ دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔ اور اپنا سانس ٹھیک کرنے لگا۔ وہ ابھی تک سانپ کی شکل میں تھا اور پہلی بار اسے اپنا سانس پھولا ہوا محسوس ہوا تھا۔ اس نے دروازے میں تانبے کے بت کو اپنی طرف پیٹھ کئے تلوار کو بجلی کے پنکھے کی طرح گھماتے دیکھا تو حیران ہوا کہ وہ کیسے اس خونی گردش سے نکل کر آ گیا تھا؟

ذرا طبیعت درست ہوئی تو ناگ نے کوٹھڑی کا جائزہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیا۔ کوٹھڑی میں ایک دیا جل رہا تھا جس کی روشنی میں کونے میں لگے ہوئے ہیرے جواہرات اور سونے چاندی کے ڈھیر چمک دمک رہے تھے۔ اتنے اتنے بڑے ہیرے تھے کہ ناگ نے ایسے قیمتی ہیرے پہلے کہیں نہیں دیکھے تھے۔ جواہرات بھی انمول تھے اور سونے کی ڈلیوں کا تو کوئی حساب ہی نہیں تھا۔ ناگ کو آبِ حیات کی شیشی والی صندوقچی کی تلاش تھی۔ کوٹھڑی میں اِدھر اُدھر رینگ کر آخر اس نے اسے تلاش کر ہی لیا۔

آبِ حیات کی صندوقچی ایک پتھر کی سِل کے اوپر جواہرات کے ہاروں کے ڈھیر کے نیچے چھپا کر رکھی ہوئی تھی۔ ناگ جواہرات اور موتیوں کے اس ڈھیر کے نیچے گھس گیا۔ اس نے ہاروں کو ادھر ادھر کرنے کے بعد صندوقچی کا ڈھکنا کھولا۔ اس کے اندر چمڑے کی ایک چھوٹی سی شیشی رکھی تھی۔ آبِ حیات عرق کے قطرے اسی شیشی کے اندر تھے۔ ناگ نے شیشی کو اپنے منہ میں دبوچا اور موتیوں کے ہاروں کے ڈھیر میں سے نکل کر کوٹھڑی کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اب سب سے بڑا مرحلہ باقی تھی۔ یعنی ایک بار پھر گردش کرتی خونی تلوار میں سے گزر کر اسے مردوں کی بستی میں سے

نکل کر پہاڑی والے غار میں انسانی پنجرے کے پاس پہنچنا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نیلی قبر کا خفیہ راستہ

تانبے کے بت کی تلوار تیزی سے گردش کر رہی تھی۔ ناگ ایک بار پہلے اس خونی تلوار کے نیچے سے گزر چکا تھا۔ اس نے زیادہ احتیاط نہ کی اور جونہی وہ آب حیات کی شیشی منہ میں دبائے گردش کرتی تلوار کے نیچے سے گزرنے لگا اس کا جسم تانبے کے بت کے پاؤں سے چھو گیا۔ اس کے جسم کا چھونا تھا کہ تانبے کا بت کا رنگ ایکدم سرخ ہو گیا اور اس کے حلق سے ایسی گڑگڑاہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں کہ ناگ گھبرا گیا۔ اس کے ساتھ ہی تانبے کے بت کے جسم سے سرخ رنگ کی گرم آگ کی طرح کی شعاعیں چاروں طرف سے نکل کر دروازے پر گرنے لگیں۔ اگر ناگ جلدی سے پیچھے نہ ہٹ جاتا تو یہ شعاعیں اس کے جسم کو جلا کر بھسم کر دیتیں۔ ناگ کوٹھڑی میں واپس آ گیا۔ بت کے سرخ ہوتے ہی مردوں کے شہر کے سردار یعنی اس بڑے مردے کو خبر ہو گئی جو اس

آب حیات کا مالک تھا اور جس نے وہ آب حیات پی رکھا تھا اور ہمیشہ کے لیے زندہ ہو چکا تھا۔ اسے آب حیات خطرے میں نظر آیا تو وہ کوٹھڑی کی طرف بھاگا۔ اس کے ساتھ دوسرے مردے بھی تھے۔ مردوں کا سردار ہر ماہ آب حیات کا ایک قطرہ پیتا تھا۔ اسی وجہ سے وہ زندہ تھا۔

وہ کوٹھڑی کے باہر آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اشارہ کیا۔ تانبے کے بت میں سے نکلنے والی آگ کی طرح کی سرخ شعاعیں غائب ہو گئیں۔ بت کی تلوار کی خونی گردش بھی رک گئی۔ ناگ سونے کی ڈلیوں کے ڈھیر کے پاس چھپا ہوا تھا۔ آب حیات کی شیشی اس کے منہ میں تھی۔ مردوں کے سردار نے اپنا ہاتھ اونچا کیا۔ ہاتھ میں سے سبز روشنی کا غبار سا نکل کر کوٹھڑی میں پھیل گیا۔ اس غبار میں ناگ کا دم گھٹنے لگا۔ آب حیات کی شیشی اس کے منہ سے چھوٹ گئی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔

مردوں کے سردار کو معلوم تھا کہ کوٹھڑی میں کوئی شے داخل ہو چکی ہے۔ وہ اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھی مردے بھی ہمراہ تھے۔ وہ سیدھا موتیوں کے ڈھیر کے نیچے چھپائی ہوئی صندوقچی کے پاس گیا۔ اس نے دیکھا کہ موتیوں کے ڈھیر کے پیچھے کالے رنگ کا ایک سانپ بے ہوش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پڑا ہے اور آب حیات کی شیشی اس کے پاس ہی گری ہوئی ہے۔ مردوں کے سردار کا چہرہ غصے سے لال ہو گیا۔ اس نے ساتھی مردوں سے کہا۔

"کسی نے ہمارے آب حیات کو چرانے کی کوشش کی اور اس سانپ کو استعمال کیا تھا۔ یہ سانپ کہاں سے آ گیا۔ ہمارے شہر میں آج تک کسی سانپ کو آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ یہ کوئی انوکھا سانپ ہوگا۔"

ایک مردہ سرگوشی ایسی آواز میں بولا۔

"مردوں کے سردار! اس سانپ کو جس نے یہاں بھیجا ہے اس کا کھوج لگا کر اسے پھانسی پر لٹکانا ہوگا۔"

مردوں کے سردار نے کہا۔

"ہمارے شہر میں کسی مردے کی یہ ہمت نہیں کہ وہ کسی سانپ کو ہمارے خلاف استعمال کرے۔ یہ انوکھا سانپ کہیں باہر سے یہاں بھیجا گیا ہے۔"

دوسرا بولا۔

"ہم اس کا کھوج لگائیں گے۔ ہم اسے پکڑ

اپنے ہاتھ سے پھانسی دیں گے۔"

سردار نے کہا۔

"تانبے کا بت میری مدد کرے گا۔ پہلے اس سانپ کو پکڑ کر صندوقچی میں بند کر کے ہماری قبر میں رکھ دو۔"

پھر وہ کچھ سوچ کر بولا۔

"اسے ایسی دوا پلا دو کہ اس کا نچلا آدھا دھڑ سُن ہو جائے اور اوپر کا آدھا دھڑ ہوش میں آ جائے۔"

"جو حکم سردار۔"

اور مردے سانپ کو اٹھا کر لے گئے۔ انہوں نے ناگ کے پچھلے دھڑ پر ایک خاص قسم کی جڑی بوٹی کے تیل کی مالش کر دی جس سے ناگ کا نچلا دھڑ بے ہوش اور بے حس ہو گیا۔ ناگ ابھی تک بے ہوش تھا۔ اسے صندوق میں بند کر کے سردار کی بڑی قبر میں رکھ دیا گیا۔

مردوں کے شہر کے سردار نے آب حیات کی شیشی دوبارہ صندوقچی میں رکھ کر موتیوں کے ڈھیر کے نیچے رکھا۔ باہر نکل کر تانبے کے بت کو اشارہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کیا۔ بت کی تلوار اسی طرح طوفانی گردش میں مشغول ہو گئی۔ سردار یہاں سے نکل کر سیدھا اپنی بڑی قبر والے گھر میں آگیا۔ یہاں آکر اس نے دوسرے مردوں کو چلے جانے کا حکم دیا۔ جب سب مردے چلے گئے۔ تو سردار اس صندوق کے پاس آیا۔ جس میں ناگ بند تھا۔ سردار مردے کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ کوئی ایسا سانپ ہے جو زبردست طاقت کا مالک ہے اور انسان کی جون بدل لیتا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ جونہی سانپ کو ہوش آئے گا وہ انسان کی جون بدل کر یہاں سے فرار ہونے کی کوشش کرے گا۔ اس نے صندوق کے اندر ہوش میں لانے والا سفوف چھڑک کر صندوق کو بند کر دیا۔

صندوق کے اندر ناگ کو ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ صندوق میں پڑا ہے۔ ناگ سانپ سے انسان اور انسان سے سانپ بن سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کی ساری طاقت انسانی پنجرے پتھر کی سبز تلوار کی مدد سے چھین لی تھی۔ ناگ نے سوچا کہ اسے بے ہوش کرنے کے بعد اس شہر کے مردوں نے اسے صندوق میں بند کر کے ڈال دیا ہے اور خدا جانے اس کے ساتھ

کیا سلوک کریں اس لیے یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے فرار ہو جانا چاہیئے اور انسانی پنجر سے جاکر کہنا چاہیئے کہ وہ ایک بار پھر کوشش کرے گا۔

ناگ نے گہرا سانس بھرا اور انسانی شکل میں آگیا۔ انسانی شکل میں آتے ہی اس کا اوپر والا دھڑ صندوق سے باہر نکل آیا۔ کیونکہ صندوق چھوٹا تھا۔ اس نے نچلے دھڑ کو باہر نکالنا چاہا تو اسے محسوس ہوا کہ اس کا نچلا دھڑ بے حس ہو چکا ہے۔ ناگ گھبرا گیا۔

اس نے کئی بار کوشش کی مگر وہ نچلا دھڑ صندوق میں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلا سکا۔ وہ پریشان ہو گیا۔

مردوں کے شہر کا سردار اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس نے قہقہہ لگایا۔ ناگ نے پلٹ کر دیکھا تو اس کے پیچھے ایک ایسا آدمی کھڑا تھا جس کا چہرہ مردے کی طرح سفید تھا۔ جسم کفن میں لپٹا ہوا تھا۔ آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں۔

"میں جانتا ہوں تم ایک سانپ ہو مگر انسانی روپ بدل سکتے ہو۔ مگر میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ تمہیں میرا آب حیات چرانے کے لیے کس نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھیجا تھا؟"

ناگ نے کہا۔

"میں تمہیں اس شخص کا پتا نہیں بتاؤں گا"

مردوں کے سردار نے قہقہہ لگا کر کہا۔

"تم شاید بھول گئے ہو کہ اس وقت تم میری قید میں ہو۔ مردوں کے شہر میں ہو۔ اور میں مردوں کی اس بستی کا سردار ہوں۔ میں ہمیشہ کیلئے زندہ ہو گیا ہوں کیونکہ میں نے وہ آب حیات پی لیا ہے جسے تم چرانے آئے تھے۔ میں نے ہی تمہارے نچلے دھڑ کو سُن کر دیا ہے تاکہ تم انسانی شکل بدل کر یہاں سے بھاگ نہ سکو۔"

ناگ نے اپنے آپ کو وہاں بے بس پایا تو بولا۔

"اگر میں تمہیں اس شخص کا پتہ بتا دوں جس نے مجھے یہاں آب حیات چرانے کے لے بھیجا تھا تو کیا تم مجھے آزاد کر دو گے؟"

سردار بولا۔

"ہاں! میں مردوں کے تمام دیوتاؤں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمہیں آزاد کر دوں گا اور تم جہاں جانا چاہو گے پہنچا دوں گا۔"

ناگ نے کہا۔

"کیا تم مجھے مردوں کی اس بستی کے باہر پرانی حویلی کے اس کمرے میں پہنچا دو گے جہاں سے مجھ پر یہ مصیبت نازل ہوئی تھی؟"

"ہاں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں اسی حویلی میں پہنچا دیا جائے گا۔"

"تو پھر سنو!"

اور ناگ نے شروع سے لے کر آخر تک انسانی پنجر کی ساری کہانی بیان کر دی اور مردوں کے سردار کو یہ بھی بتا دیا کہ انسانی پنجر شہر سے دور ایک پہاڑی کے غار میں میرا انتظار کر رہا ہے کہ میں اس کے لیے آب حیات کی شیشی لے کر جاؤں جسے پی کر وہ زندہ ہو جائے اور تمہاری ساری دولت پر قبضہ کر لے۔

مردوں کے سردار کے چہرے پر انتقام اور نفرت کی لکیریں ابھر آئیں۔ اس نے ناگ سے کہا۔

"میں اسے ایسا آب حیات پلاؤں گا کہ ساری زندگی یاد رکھے گا۔"

ناگ نے کہا۔

"میں نے تمہیں تمہارے دشمن کا پتہ بتا دیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے۔ اب تم مجھے آزاد کر دو اور حویلی کے اس کمرے میں چھوڑ آؤ جہاں میں نے سبز تلوار پوکور پتھر میں سے نکالی تھی"

مردوں کا سردار ہنسا۔

"ابھی نہیں۔ ابھی تمہاری شرط پوری نہیں ہوئی۔ جب تک میں انسانی پنجر کو اپنے ہاتھوں جا کر ہلاک نہیں کروں گا تم آزاد نہیں ہو سکتے"

ناگ خاموش ہو گیا۔

سردار نے کہا۔

"اب تم اسی جگہ میرا انتظار کرو۔ میں اپنے دشمن کی خبر لینے جا رہا ہوں"

پھر باہر جاتے ہوئے پلٹ کر بولا

"تم چاہو تو انسانی شکل میں اور چاہو تو سانپ بن کر صندوق کے اندر آرام کر سکتے ہو۔ مگر ہر دو صورتوں میں تمہارا نچلا دھڑ سُن رہے گا اور تم حرکت نہ کر سکو گے"

اور مردوں کا سردار مکارانہ ہنسی ہنستا وہاں سے نکل گیا۔ ناگ نے اپنا سر پکڑ لیا وہ عجیب مصیبت میں پھنس گیا تھا۔ نہ تلوار کو پتھر میں سے نکالنے کی کوشش کرتا

اور نہ اسے یہ دن دیکھنا پڑتا۔ پھر اسے خیال کہ مردوں کا سردار انسانی پنجر کو ہلاک کرنے کے بعد ضرور اسے آزاد کر دے گا اور ایک تیر سے وہ دو شکار کرے گا۔ یعنی مردوں کے سردار اور انسانی پنجر کی سبز تلوار کے جادو سے بھی اسے نجات مل جائے گی۔ اصل میں ناگ یہی چاہتا تھا کہ مردوں کا سردار جتنی جلدی ہو انسانی پنجر کو قتل کر دے تاکہ اس سے نجات ملے اور ناگ کی طاقت پھر سے واپس آجائے۔ لیکن کسی وقت اسے خیال آتا کہ مردوں کا سردار بڑا پراسرار اور مکار دکھائی دیتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ ناگ کو آزاد نہ کرے۔ ناگ یہ سوچ کر پریشان ہو جاتا۔ اسے عنبر کا خیال آیا کہ وہ حویلی کے باہر اس کا انتظار کر رہا ہو گا۔ یا شاید اس کی تلاش میں حویلی کے اندر بھی گیا ہو اور پھر حویلی کی چھت والی بارہ دری میں بھی گیا ہو۔ مگر وہ ناگ کو تلاش کرتے ہوئے اس کے پاس نہیں پہنچ سکتا تھا۔ کیونکہ یہ دنیا ہی اور تھی۔ دنیا کے نیچے مردوں کی ایک نئی دنیا آباد تھی۔ عنبر کے گمان میں بھی یہ بات نہیں آسکتی کہ اس زمین کے اندر بھی قبروں کا ایک شہر آباد ہے۔

ادھر مردوں کا سردار اپنے بڑی قبر والے مکان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے باہر نکل کر سیدھا شہر کے بڑی پہاڑی والے غار کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ چار مردے تھے جن میں سے ایک نے پھانسی کا رسہ اٹھا رکھا تھا۔ غار میں انسانی پنجر سبز جادوئی تلوار کو دیوار کے ساتھ لگائے ٹہلتا ہوا ناگ کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا۔ مردوں کے سردار نے غار کی چھت کے ایک سوراخ میں سے جھانک کر دیکھا کہ جادوئی تلوار دیوار کے ساتھ لگی تھی اور مردوں کا سردار بے چینی سے ٹہل رہا تھا۔

سردار نے اپنے ایک خاص مردے کو اشارہ کیا۔

وہ مردہ پہاڑی سے اتر کر زمین کے اندر چوہے کی طرح دھنس گیا اور غار کے اندر عین اس جگہ چوہے کی طرح باہر نکل آیا جہاں جادو کی سبز تلوار پڑی تھی۔ انسانی پنجر کا منہ غار کے دروازے کی طرف ہوا تو مردے نے تلوار اٹھائی اور اسے لے کر دوبارہ زمین کے اندر دھنس گیا۔ یہ مردے زمین کے اندر ہی اندر بڑی آسانی سے سفر کر لیا کرتے تھے۔ وہ تلوار لے کر چلا گیا اور زمین اوپر سے پھر برابر ہو گئی۔ انسانی پنجر جب واپس مڑا تو یہ دیکھ کر اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے کہ اس کی جادو کی سبز تلوار غائب تھی۔ وہ بوکھلا

گیا اور پاگلوں کی طرح غار میں ادھر ادھر چکر لگانے اور تلوار کو تلاش کرنے لگا۔ اس کی ہڈیاں کھڑ کھڑا رہی تھیں اور وہ منظر بڑا ڈراؤنا تھا کہ ایک انسانی ہڈیوں کا پنجر تاریک غار میں پاگلوں کی طرح گھوم رہا ہے اور اس کی سفید ہڈیاں چمک رہی ہیں۔ اب مردوں کے سردار کے لیے میدان صاف تھا۔

وہ پہاڑی سے اتر کر غار کے اندر آ گیا۔ اس کے پیچھے پیچھے چار مردے تھے جن میں سے ایک ہٹے کٹے مردے نے پھانسی کی رسی اٹھا رکھی تھی۔ انسانی ہڈیوں کے پنجر نے جب مردوں کے سردار کو اور جلاد مردے کو پھانسی کی رسی اٹھائے دیکھا تو اس پر خوف سے لرزہ طاری ہو گیا۔ اب اسے اپنی موت ــــ دوسری موت یقینی نظر آ رہی تھی۔ یہ دوسری موت اس کی آخری موت تھی۔ وہ سمجھ گیا کہ سانپ پکڑ لیا گیا ہے۔ اس کی جادو کی تلوار بھی چھین لی گئی ہے اور اب وہ کچھ نہیں کر سکتا۔ مردوں کے سردار نے کڑک کر کہا۔

"او بدذات انسانی پنجر! خونخوار قاتل کے پنجر! تیری یہ مجال کہ تو ایک سانپ کو میری دولت پر ڈاکہ ڈالنے کے لیے بھیجے؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انسانی پنجر نے ہڈیوں والے ہاتھ جوڑ کر کہا۔
"معاف کر دو سردار۔ غلطی ہو گئی"

مردوں کے سردار نے کہا۔

"تو سانپ سے بھی بڑھ کر خطرناک دشمن ہے میں تجھے کبھی معاف نہیں کر سکتا"

اس نے جلاد مردے کو اشارہ کیا۔ مردہ آگے بڑھا۔ انسانی پنجر کانپنے لگا۔ اس کی ہڈیوں کی کھڑکھڑ کی آواز آنے لگی۔ جلاد مردے نے ہڈیوں کے پنجر کے گلے میں ایک بار پھر رسی ڈالی اور اسے غار کی چھت سے لٹکا کر اتنی زور سے کھینچا کہ انسانی پنجر کی ساری ہڈیاں بکھر کر نیچے گر پڑی۔ ایک بھیانک چیخ کی آواز بلند ہوئی اور پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ سردار نے کہا۔

"ان ہڈیوں کو اٹھا کر لے جاؤ۔ انہیں پیس کر ان کا سرمہ بنا کر آگ میں ڈال دو تاکہ میرے دشمن کا نشان باقی نہ رہے"

پھر وہ چاروں مردوں کی طرف منہ کر کے بولا۔

"یاد رکھو۔ جو میرے ساتھ دشمنی کرے گا۔ اس کا یہی حشر ہو گا"

اور وہ غار سے باہر نکل گیا۔ مردے انسانی پنجر کی ہڈیاں سمیٹنے لگے۔ وہ سرگوشی کی آوازیں ایک دوسرے سے کہتے بھی جاتے تھے کہ سردار سے دشمنی مت کرنا۔ سردار سے دشمنی مت کرنا۔

اپنے دشمن کو ٹھکانے لگانے کے بعد سردار واپس اپنی قبر والے مکان میں آگیا۔ ناگ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ صندوق میں ویسے ہی بیٹھا تھا کہ اس کا آدھا دھڑ صندوق سے باہر تھا اور نچلا دھڑ سن ہو کر صندوق کے اندر تھا۔ سردار نے مسکرا کر ناگ کو دیکھا اور کہا۔

"میں نے دشمن کو ختم کر دیا ہے"

ناگ نے کہا۔

"اب اپنا وعدہ پورا کرو اور مجھے رہا کر دو"

سردار مکاری سے مسکرایا۔

"میں نے تم سے جو وعدہ کیا تھا۔ وہ کبھی پورا نہیں ہو گا! —— اپنی رہائی کو بھول جاؤ۔ تم ایک سنہری چڑیا ہو۔ ایک بڑی انمول دولت ہو۔ میں تمہیں اس وقت تک آزاد نہیں کروں گا جب تک کہ میں اپنا دوسرا مقصد پورا نہیں کر لیتا"

ناگ سخت مایوس ہوا۔ کہنے لگا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"سردار! تم نے مردوں کے تمام دیوتاؤں کی قسم کھا کر مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں تمہیں تمہارے دشمن کا پتہ بتا دوں تو تم مجھے آزاد کر دو گے"

سردار نے قہقہہ لگایا۔

"احمق! کبھی کسی نے کسی مردے کے وعدے کا بھی اعتبار کیا ہے۔ اب تم اسی صندوق میں رہو گے۔ اس وقت تک جب تک کہ میں اپنا دوسرا مقصد حاصل نہیں کر لیتا"

ناگ نے پوچھا۔

"تمہارا دوسرا مقصد کیا ہے؟"

سردار بولا۔

"یہ وقت آنے پر تمہیں بتاؤں گا"

اور وہ کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔ باہر جاتے ہی اس نے کوٹھڑی کو بند کر کے باہر بہت بڑا تالا لگا دیا اور دو مردوں کا وہاں پہرہ لگا دیا۔ اگرچہ اسے یقین تھا کہ ناگ کوٹھڑی سے کبھی باہر نہیں نکل سکے گا۔ پھر بھی وہ اس کے فرار ہو جانے کا خطرہ نہیں مول لینا چاہتا تھا۔

ہم ناگ کو اس حالت میں اسی جگہ چھوڑتے ہیں اور اسی مردوں کی بستی میں چل کر دیکھتے ہیں کہ عنبر کس حال میں ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ عنبر ناگ کی تلاش میں ایک ہڈیوں کے پنجر کے پیچھے پیچھے چلتا ایک کنوئیں میں اتر گیا تھا اور پھر وہاں سے مردوں کی بستی میں پہنچ گیا تھا۔

یہ مردوں کی بستی مردوں کے سردار کے شہر سے کافی دور ایک وادی میں زمین کے اندر ہی تھی۔ یہاں مردوں کے ایک گروہ نے عنبر کو دیکھ کر اس کا پیچھا کیا اور وہ ایک کنوئیں یا گہری کھوہ میں گر پڑا جس کی دیوار سے پانی رس رہا تھا اور وہ اتنی چکنی تھیں کہ عنبر اوپر چڑھ کر کھوہ سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ اس بستی کے مردوں میں ہڈیوں کے پنجر بھی رہتے تھے جو تھالی میں اپنے دشمنوں کی کھوپڑی اور ایک خنجر رکھ کر ہر ماہ شام کو پوجا کرتے تھے اور خنجر دشمن کی کھوپڑی میں مار کر اسے توڑ دیتے تھے۔ وہ جو پنجر عنبر کو ملا تھا دشمن کی کھوپڑی اور خنجر تھال میں رکھے پوجا کرتے جا رہا تھا۔

بستی کے مردے عنبر کو کھوہ میں پھینک کر آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ اس دشمن کو کس طرح سے قتل کیا جائے۔ ایک مردے نے کہا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیوں نہ ہم اسے یہاں سے دور مردوں کے شہر یعنی دارالحکومت میں سردار کے پاس لے چلیں؟"
دوسرے مردے نے کہا۔

"اس میں ہمیں اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سردار الٹا ہمیں اس جرم میں پکڑ کر ہلاک کروا ڈالے کہ یہ دشمن تمہاری بستی میں کہاں سے آگیا؟"

"خیال ٹھیک ہے" تیسرا مردہ بولا۔
چوتھے مردے نے کہا۔
"پھر اس دشمن کو ہلاک کر کے کسی جگہ دفن کر دینا چاہیئے"
پہلا مردہ بولا۔
"کیوں نہ اسے ہم اسی کھوہ کے اندر ہی زندہ دفن کر دیں"

"بہت خوب۔ بڑا اچھا خیال ہے"
دوسرے مردے نے خوش ہو کر کہا۔ آخر انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ عنبر جس کھوہ کے اندر گرا ہوا ہے اس میں اوپر سے مٹی اور پتھر نیچے پھینکنے شروع کر دیئے جائیں اور کھوہ کو بھر دیا جائے تاکہ دشمن یعنی عنبر اس کے اندر

مر کر دفن ہو جائے۔ چنانچہ بستی کے مردوں کی قطاریں لگ گئیں۔ وہ بالٹیوں میں مٹی اور پتھر بھر بھر کر کھوہ میں پھینکنے لگے۔ عنبر پر مٹی اور پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ مردے اسے کھوہ کے اندر زندہ دفن کرنا چاہتے ہیں۔ اسے کوئی فکر نہ ہوا۔ بلکہ وہ خوش ہوا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ پتھر کے اوپر سے ہوتا ہوا کھوہ سے باہر آسکتا تھا۔

سارا دن مردے کھوہ میں پتھر اور مٹی ڈالتے رہے۔ عنبر پر پتھر گرتے تو وہ ان کے اوپر آجاتا۔ پھر اسے خیال آیا کہ اگر مردوں کو یہ پتہ چل گیا کہ عنبر مر نہیں سکتا تو وہ اسے کھوہ میں ہی پڑا رہنے دیں گے اور مٹی پتھر پھینکنا بند کر دیں گے۔ عنبر نے پتھروں کے اوپر آنا بند کر دیا اور خاموشی سے مٹی پتھروں کے نیچے دبکا بیٹھا رہا تاکہ مردوں کو یہ یقین ہو جائے کہ وہ کنوئیں کے اندر ملبے تلے دب کر مر گیا ہے۔ جب کنواں مٹی اور پتھروں کے ملبے سے کافی بھر گیا اور مردوں کو یقین ہو گیا کہ عنبر مر گیا ہو گا وہ وہاں سے واپس بستی میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد عنبر ملبے کے نیچے سے نکل کر کنوئیں سے باہر آگیا۔ اسے سوائے اس کے اور کوئی نقصان نہیں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوا تھا کہ اس کے کپڑوں پر مٹی جم گئی تھی۔ اس نے کپڑوں
کو اچھی طرح سے جھاڑ کر مٹی صاف کی اور مردوں کی
بستی سے ذرا دور جا کر ایک جگہ جھاڑیوں کے پاس زمین
پر بیٹھ گیا اور چاروں طرف سانس لے کر ناگ کی بو محسوس
کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے کسی طرف سے ناگ
کی بو نہیں آ رہی تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ناگ کو سردار
کی بڑی قبر کے اندر ایک کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا تھا
اور یہ جگہ ذرا فاصلے پر بھی تھی۔

عنبر نے سامنے سے دو مردوں کو اپنی طرف آتے
دیکھا۔ وہ جلدی سے جھاڑیوں کے پیچھے چھپ گیا۔
تاکہ مردے اسے دیکھ نہ لیں۔ یہ مردے اس طرف سے
آ رہے تھے جدھر مردوں کا شہر تھا۔ مردے جب
عنبر کے قریب سے گزرے تو وہ آپس میں باتیں کر رہے
تھے۔ ان کی آواز سرگوشیوں میں آ رہی تھی۔ ایک مردہ
دوسرے سے کہہ رہا تھا۔

"سردار نے اسے قید کر کے اچھا نہیں کیا۔"

دوسرا مردہ بولا۔

"کہتے ہیں وہ اصل میں سانپ ہے اور
اس نے اپنی جون بدلی ہوئی ہے۔"

اتنا سننا تھا کہ عنبر کے کان کھڑے ہو گئے۔ وہ یقیناً
ناگ کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ مردے چلے
گئے تو عنبر جھاڑیوں سے باہر نکل آیا۔ ناگ کے بارے میں یہ
معلوم ہو جانے پر وہ اسی جگہ کہیں سردار کی قید میں
ہے عنبر کو بے حد تسلی ہوئی۔ اب وہ اسے رہا کرا سکتا
تھا۔ لیکن وہ اس بات سے پریشان تھا کہ آخر مردوں
کے سردار نے ناگ کو اتنا بے بس کس طرح سے کر
دیا کہ وہ اس کی قید میں پڑا ہے اور کچھ نہیں کر سکتا۔
لیکن یہ بعد میں سوچنے کی باتیں تھیں ابھی تو اسے کسی
نہ کسی طرح ناگ کے پاس جا کر اسے مردوں کے سردار
کی قید سے آزاد کرانا تھا۔ اسے کچھ معلوم نہیں تھا کہ سردار
نے ناگ کو کس جگہ قید میں ڈال رکھا ہے۔ وہ اس طرف چلا
جدھر سے مردے باتیں کرتے آ رہے تھے۔

ظاہر ہے ادھر ہی سردار کی بڑی قبر والا مکان
ہوگا۔ عنبر نیم اندھیرے میں دیر تک چلتا گیا۔ پھر
اسے مردوں کے شہر کی بڑی بڑی ہاتھی کے بیٹھ
جیسے بھی بڑی بڑی قبریں دکھائی دیں۔ کچھ مردے بھی
وہاں آہستہ آہستہ پاؤں گھسیٹ کر چل رہے تھے۔
عنبر اپنے آپ کو ان کی نظروں سے چھپانا بھی چاہتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ یونہی کسی مردے سے لڑائی جھگڑا کرنا نہیں چاہتا تھا کہ وہاں شور مچ جائے اور ناگ کو وہاں سے فرار کروانے میں اور زیادہ مشکل ہو جائے۔

عنبر پھونک پھونک کر قدم اٹھا رہا تھا۔ کہ اسے ایک قبرمیں سے جو سب سے بڑی قبر تھی سبز روشنی اوپر کو نکلتی دکھائی دی۔ یہ سبز روشنی ایک سوراخ میں سے نکل رہی تھی جو قبر کی چھت پر تھا۔ عنبر نے اندازہ لگایا کہ ہو نہ ہو یہی سردار کی قبر ہے۔ کیونکہ ایک تو وہ وہاں تمام قبروں سے بڑی ہے اور پھر اس کے اندر سے روشنی نکل رہی ہے جو کسی قبر سے نہیں نکلتی دکھائی دیتی۔ عنبر اس قبر کی طرف بڑھنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے سبز روشنی بجھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد پھر نظر آنے لگی۔

جب عنبر اس قبر کے قریب آیا تو سبز روشنی بجھ گئی اور قبر کے گول دروازے میں سے چار مردے باہر نکلے۔ ان مردوں نے سفید کفن پہن رکھے تھے۔ عنبر اندھیرے میں چھپ گیا۔ چاروں مردے اس کے قریب سے گزرے تو ایک مردہ دوسرے سے کہہ رہا تھا۔

"سردار کو کہیں یہ تلوار نقصان نہ پہنچائے"

دوسرا مردہ بولا۔

"اس نے آب حیات پی رکھا ہے اسے کیا نقصان ہو سکتا ہے"

تیسرا مردہ کہنے لگا۔

"اگر کسی کو یہ راز معلوم ہو گیا کہ سردار کی جان تانبے کے بت میں ہے تو اسے نقصان پہنچ سکتا ہے اور آب حیات بھی اس کے کسی کام نہ آئے گا۔ کیونکہ ابھی آب حیات پیئے اسے دو برس نہیں ہوئے۔ دو برس تک آب حیات پینے کے بعد ہی وہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو سکتا ہے"

پہلا مردہ بولا۔

"سردار کو چاہیئے تھا کہ تانبے کے بت کو اپنی قبر کے تہہ خانے میں رکھتا"

ایک مردہ کہنے لگا

"اب یہ بت یہاں سے سات قبریں چھوڑ کر نیلی قبر کے تہہ خانے میں ہے۔ اور وہاں تو کوئی بھی نہیں جا سکتا"

وہی مردہ بولا۔

"لیکن ایک راستہ پہاڑی کے اندر سے بھی تو جاتا ہے"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اس راستے کا کسی کو علم نہیں ہو سکتا"

مردے اسی طرح باتیں کرتے وہاں سے گزر گئے۔

عنبر کو ایک خاص نشانی مل گئی تھی۔ سردار کی جان کسی تانبے کے بت میں تھی جو وہاں سے سات قبریں چھوڑ کر کسی نیلی قبر کے نیچے تہہ خانے میں تھا۔ اگر عنبر اس بت کو توڑ ڈالے اور ملیامیٹ کر دے تو سردار پر قابو پانا آسان ہو جائے گا۔ سردار اپنی موت آپ مر جائے گا اور وہ ناگ کو آزاد کرا سکے گا۔ دوسری صورت میں اگر وہ سردار کی گردن توڑ ڈالے گا تو وہ زندہ رہے گا اور ناگ کو نقصان پہنچا سکے گا۔ اس لیے زیادہ بہتر یہی تھا کہ سب سے پہلے تانبے کے بت کو پاش پاش کیا جائے۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔

عنبر سردار کی قبر سے سات قبریں گن کر جب آٹھویں قبر کے پاس آیا تو اسے قریب ہی ایک ایسی قبر نظر آئی جس کا رنگ گہرا نیلا تھا۔

اسی قبر کے نیچے تہہ خانے سے ایک خفیہ راستہ اس غار میں جاتا تھا جہاں ایک کوٹھڑی میں آب حیات کی شیشی اور جواہرات کا خزانہ تھا اور جہاں دوسرے راستے سے ناگ داخل ہوا تھا۔ ناگ کو پکڑنے سردار ابھی نیلی قبر والے اُدھر اسی راستے سے گیا تھا یہ راستہ صرف سردار اور اسکے خاص،

چار مردوں کے جو ابھی ابھی باتیں کرتے عنبر کے قریب سے گزرے تھے اور کسی کو علم نہیں تھا۔

عنبر نے قبر کے ارد گرد گھوم کر وہ خفیہ راستہ تلاش کر لیا جو غار میں جا نکلتا تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کھوہ تھا۔ عنبر کھوہ میں جُھک کر داخل ہوا تو وہ سیڑھیوں پر آ گیا۔ یہ سیڑھیاں غار میں چلی گئی تھیں۔ یہاں غار کے ہر موڑ پر ایک دیا روشن تھا۔ عنبر ان کی روشنی میں آگے بڑھتا گیا۔ ایک جگہ وہ موڑ آ گیا جہاں سے ناگ رینگتا ہوا دوسری جانب سے غار میں داخل ہوا تھا۔

عنبر کو اس جگہ تانبے کے بت کے ہاتھ میں گھومنے والی تلوار کی شُوں شُوں سنائی دینے لگی۔ وہ اس آواز کے پیچھے پیچھے چلتا آخر کوٹھڑی کے دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کوٹھڑی کے دروازے میں تانبے کا ایک بت کھڑا ہے۔ اس کے ہاتھ میں تلوار ہے جو چرخی طرح گردش کر رہی ہے اور اس تلوار کی طوفانی گردش کی وجہ سے کوئی پرندہ تک کوٹھڑی کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔ کوٹھڑی میں اسے جواہرات اور سونے کے ڈھیر چمکتے نظر آ رہے تھے۔ عنبر سمجھ گیا کہ اس تانبے کے بت میں نہ صرف یہ کہ سردار کی جان تھی بلکہ وہ اس کے خزانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور آب حیات کی صندوقچی کی حفاظت بھی کر رہا تھا۔

عنبر بت کے قریب پہنچ گیا۔ سوچنے لگا کہ ضرور اس میں کوئی ایسی شے چھپی ہوئی ہو گی۔ جو حملے کے وقت شور مچا کر مردوں کے سردار کو خبردار کر دے گی۔ اس لیے وہ زیادہ سے زیادہ احتیاط سے کام لینا چاہتا تھا۔ لیکن وہ جتنی بھی احتیاط سے کام لیتا اس کو تو تانبے کے بت کو ہر حالت میں پاش پاش کرنا۔

چنانچہ عنبر نے آگے بڑھ کر تانبے کے بت کی لال لال آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں۔ اگرچہ یہ ایک بت تھا مگر عنبر کو یوں لگا جیسے وہ اسے گھور کر دیکھ رہا ہے اور اسے عنبر کی نیت کا حال معلوم ہو گیا ہے۔ اس کے ہاتھ کی گردش رک گئی۔ عنبر ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔ کیونکہ تانبے کا بت تلوار دونوں ہاتھوں میں اٹھائے اس کی طرف آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا بڑھ رہا تھا۔ یہ تانبے کے بت کی بدقسمتی تھی کہ اس نے یہ تو معلوم کر لیا کہ عنبر اسے تباہ کرنے آرہا ہے مگر یہ پتہ نہ چلا سکا کہ وہ عنبر کو قتل نہ کر سکے گا۔

تانبے کے بت نے پوری طاقت سے عنبر پر تلوار کا وار کیا۔ اس کا وار اور نشانہ اتنا صحیح تھا کہ عنبر پھرتی کے باوجود وار نہ بچا سکا اور تلوار سیدھی اس کے سر

کے درمیان میں آکر لگی۔ ایک چھناکے کی آواز بلند ہوئی اور تلوار ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ تانبے کا بت وہیں کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اسے کبھی خیال بھی نہیں آسکتا تھا کہ دنیا میں کوئی ایسا انسان بھی ہے جس کا سر اتنا مضبوط ہو گا کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے گی۔ وہ عنبر پر دوسری بار حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ لیکن اب عنبر اسے موقع نہیں دینا چاہتا تھا۔ عنبر نے تانبے کے بت کی گردن کو دونوں ہاتھوں میں دبوچا اور پوری طاقت سے اوپر اچھال دیا۔ تانبے کا بت غار کی چھت سے اتنی زور سے ٹکرایا کہ ایک دھماکے کی آواز پیدا ہوئی اور پھر جب نیچے گرا تو پاش پاش ہو گیا۔ تانبے کے بت کے ٹکڑے دور دور تک بکھر گئے تھے۔

سردار اپنی بڑی قبر والے مکان میں سبز تلوار ہاتھ میں لیے کھڑا تھا۔ وہ کبھی تلوار کو زمین میں داخل کرتا اور کبھی باہر کھینچ لیتا۔ جب وہ اسے زمین میں داخل کرتا تو تلوار کی سبز روشنی بجھ جاتی اور جب باہر کھینچتا تو تلوار پھر سے روشن ہو جاتی۔ ٹھیک جس وقت عنبر نے تانبے کے بت کو گردن سے اٹھا کر فضا میں اچھالا اور وہ گر کر پاش پاش ہو گیا مردوں کے سردار کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہاتھ میں جو سبز تلوار تھی پہلے اس کی روشنی بجھی اور پھر وہ اپنے آپ ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

مردوں کے سردار کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ کیونکہ اس کا جسم ایک دم کمزور پڑ گیا تھا اور اسے معلوم ہو گیا کہ جس تانبے کے بت میں اس کی جان ہے اس کو کسی دشمن نے تباہ کر دیا ہے۔ وہ باہر نکل کر پاگلوں کی طرح نیلی قبر والے خفیہ راستے کی طرف بھاگا۔ مگر وہ کمزور ہونا شروع ہو گیا تھا۔ جب وہ بھاگتا بھاگتا شور مچاتا غار میں کوٹھڑی کے سامنے آیا تو وہاں تانبے کے بت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پڑے تھے۔ دوسرے مردے بھی سردار کا شور سن کر باہر نکل آئے تھے اور اس کے پیچھے پیچھے نیلی قبر والے خفیہ راستے سے ہو کر غار میں پہنچ گئے تھے۔ اب یہ راستہ کسی مردے کے لیے خفیہ نہیں رہا تھا۔

عنبر وہاں نہیں تھا۔ مردوں کے سردار کو اپنا دشمن کہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ بھاگ کر کوٹھڑی میں گیا اور جواہرات کے ڈھیر میں سے صندوقچی نکالی کہ آب حیات پی لے مگر یہ دیکھ کر اس کا اور بھی رنگ اڑ گیا کہ آب حیات کی شیشی تو موجود تھی مگر اس میں آب حیات کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا۔ یعنی بالکل خالی تھی۔ اس

کے منہ سے ایک بھیانک چیخ نکل گئی۔

عنبر سونے کے ڈھیر کے پیچھے سے نکل کر اس کے سامنے آگیا۔ اس نے مردوں کے سردار سے کہا۔

"میں نے تمہارا آب حیات مٹی پر پھینک دیا ہے کیونکہ تمہیں بھی آخر ایک دن مٹی میں مل جانا ہے۔"

سردار نے گھور کر بڑے غور سے عنبر کو دیکھا۔

"تم کون ہو؟"

عنبر نے کہا۔

"تمہاری موت ـــ"

"تم یہاں کیسے آ گئے؟"

"موت ہر جگہ پہنچ جاتی ہے۔"

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

اور اس نے اپنے ساتھی مردوں کو حکم دیا کہ عنبر کو پھانسی پر چڑھا دیا جائے۔ مردے رسیاں اور پھندے لے کر عنبر کی طرف بڑھے مگر عنبر نے ایک ایک کر کے سارے مردوں کی گردنیں بڑے آرام سے اتار کر نیچے پھینک دیں۔ جیسے وہ طوطوں کی گردنیں اتار رہا ہو۔ مردوں کے سردار نے جب یہ رنگ دیکھا تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پریشان ہو گیا۔ کیونکہ اپنے ساتھیوں کی گردنیں اترتے دیکھ کر باقی مردے وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ سردار کے پاس بس ایک آخری منتر، آخری جادو اور آخری داؤ رہ گیا تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کر کے ایک خطرناک اور ڈراؤنی چیخ ماری اور کڑک دار آواز میں کہا۔

"اے موت کے پرندے! تو میری مدد کر۔ میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں"

فضا میں بڑے بڑے پروں کی زبردست پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور تیز ہوا کے جھونکے چلے جیسے کوئی بلبلے چھوڑے۔ بہت بڑے پروں والا پرندہ غار میں پھڑپھڑا رہا ہو۔ عنبر نے کہا۔

"تو چاہے جس کو بھی بلائے۔ اس وقت تیری کوئی مدد نہ کر سکے گا"

مردوں کے سردار نے ایک بار پھر چیخ مار کر کہا

"اے موت کے پرندے! میری مدد کر!"

اور اس کے بعد ایک کانپتی ہوئی مگر بہت زوردار، گونج دار آواز آئی۔

"میں تیری مدد نہیں کر سکتا۔ میں مجبور ہوں۔

جس شخص کو تم میرے ہاتھوں مروا ڈالنا چاہتے ہو وہ ابھی خدا کی مرضی کے ساتھ مر نہیں سکتا۔ ابھی اسے موت نہیں ہے۔ بہتر یہی ہے کہ تو اس کی فرماں برداری کر اور جو وہ کہتا ہے اس پر عمل کرتے خدا حافظ"

اور موت کے پروں کی پھڑپھڑاہٹ غائب ہو گئی۔ عنبر نے مردوں کے سردار سے کہا۔

"اے سردار! تو نے موت کے پرندے کی آواز سن لی ہے اور اس نے میرے بارے میں تجھے جو کچھ کہا تم نے وہ بھی سن لیا۔ اب میری اطاعت قبول کر۔ نہیں تو میں بڑی آسانی کے ساتھ تمہیں موت کے پرندے کے پاس پہنچا دوں گا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تیرے اندر سے آبِ حیات کا اثر ختم ہو گیا ہے اور تو ہمیشہ کے لیے مر سکتا ہے"

مردوں کے سردار نے ہتھیار ڈال دیئے اور کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو؟"

عنبر نے کہا۔

میرے ایک دوست ناگ کو تم نے چھپا رکھا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"مجھے یہ بتادو کہ وہ کس جگہ پر قید ہے؟"
سردار نے کہا۔

"میری قبر کے پیچھے ایک کوٹھڑی میں صندوق میں بیٹھا ہے مگر اس کا نچلا دھڑ بیکار ہو چکا ہے وہ اب نہ تو سانپ کے علاوہ کوئی دوسری جون بدل سکتا ہے اور نہ چل پھر سکتا ہے"
عنبر نے کہا۔

"یہ میں خود جا کر دیکھ لوں گا۔ اور یاد رکھو اگر ناگ مجھے زندہ حالت میں نہ ملا تو میں تمہیں بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا"

اور عنبر وہاں سے نکلا اور سیدھا مردوں کے سردار کے بڑی چھت والے مکان کی طرف بھاگا۔ اب اسے ناگ کی تیز خوشبو آنے لگی۔ اندھیرا زیادہ ہونے لگا تھا۔ اچانک اسے ناگ کی آواز سنائی دی جو مدد کے لیے پکار رہی تھی کیونکہ ناگ نے بھی عنبر کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔

"عنبر! میری مدد کرو۔ یہ لوگ مجھے اٹھا کر لیے جا رہے ہیں"

عنبر نے دیکھا کہ اندھیرے میں چھ سات مردے ایک صندوق کو اٹھائے ایک طرف بھاگے جا رہے تھے۔

اس صندوق میں سے عنبر نے ناگ کے آدھے دھڑ کو باہر نکلے ہوئے دیکھ لیا۔ وہ بڑی تیزی سے ناگ کی طرف لپکا۔

"میں آ رہا ہوں ناگ!"

اس آواز کو مردوں نے بھی سن لیا۔ خدا جانے مردوں کے اندر اتنی طاقت کہاں سے آ گئی تھی۔ یہ مردے سردار کے خاص باڈی گارڈ تھے اور وہ سردار کی شکست کا ناگ سے بدلہ لینا چاہتے تھے۔ مردوں نے تیزی سے بھاگنا شروع کر دیا۔ وہ دیکھتے دیکھتے کتنی ہی دور نکل گئے۔ عنبر بھی ان کے پیچھے دیوانہ وار بھاگا۔ مردے صندوق کو سروں پر اٹھائے ایک قبر کے اوپر سے ہو کر دوسری طرف گہرائی میں آ گئے۔

یہاں ایک نہر بہہ رہی تھی جس کا پانی بڑی تیزی سے قبر کے نیچے ہو کر گزرتا قبر کے اندر غائب ہو گیا تھا۔ عنبر جب ان مردوں کے سر پر پہنچا تو مردوں نے ناگ کے صندوق کو اس نہر میں ڈال دیا۔ تیز پانی دیکھتے دیکھتے صندوق کو ناگ سمیت لے کر قبر کے اندر گھس گیا۔

عنبر نے مردوں پر چھلانگ لگا دی۔ تین مردوں کی گردنیں ٹوٹ گئیں اور ایک مردہ بھاگ گیا۔ مگر عنبر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو اب ناگ کی زندگی کی فکر پڑ گئی تھی۔ اس نے دیکھا کہ نہر کا پانی قبر کے نیچے سے اس کے اندر گھس گیا تھا اور آگے نہ پانی دکھائی دیتا تھا اور نہ ناگ کا صندوق نظر آ رہا تھا۔ اس کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔ عنبر کو اور کچھ نہ سوجھا۔ اس نے نہر میں چھلانگ لگا دی۔ نہر کا پانی سخت ٹھنڈا تھا۔ مگر عنبر کو سردی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ پانی کا بہاؤ اس قدر تیز تھا کہ عنبر کو لے کر وہ قبر کے نیچے گھس گیا۔

قبر کے اندر تاریکی تھی۔ عنبر کو یوں لگا جیسے وہ کسی نہر کے پل کے نیچے سے گزر رہا ہے۔ اس کا سر قبر کی چھت سے ٹکرا رہا تھا۔ نہر کا پانی تیزی کے ساتھ آگے جا رہا تھا اور لہروں کا شور بے حد زیادہ تھا۔ خدا جانے یہ نہر قبروں میں سے ہو کر کہاں سے آتی تھی اور قبروں میں سے ہو کر کدھر جا رہی تھی۔ عنبر نہر کی لہروں پر بہا چلا جا رہا تھا۔ اس نے دو ایک بار آواز بھی دی۔

"ناگ! گھبراؤ نہیں میں آ رہا ہوں"

مگر اس کی آواز جیسے گنبد میں گونج کر رہ گئی۔ ناگ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ عنبر پریشان ہونے

لگا۔ ناگ بے بس تھا۔ اس کا نچلا دھڑ بے کار ہو گیا تھا وہ پانی میں ڈوب سکتا تھا۔ اس نے کئی بار ناگ کو پکارا مگر ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ نہر کا تیز پانی عنبر کو اپنے طوفانی ریلے میں بہائے لیے جا رہا تھا۔ وہاں گھپ اندھیرا چھایا تھا۔ سوائے لہروں کے شور کے دوسری کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ عنبر نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے کی بہت کوشش کی مگر اسے کچھ دکھائی نہ دیا۔

نہ جانے اس طرح گھپ اندھیرے میں پانی کی طوفانی لہروں کے ساتھ ساتھ بہتے کتنی دیر ہو گئی کہ عنبر کو دور روشنی کا ایک نقطہ نظر آیا جو آہستہ آہستہ پھیل رہا تھا۔ پھر یہ نقطہ ایک سوراخ بن گیا جس میں سے روشنی آ رہی تھی۔ اس روشنی میں عنبر نے دیکھا کہ وہ زمین کے اندر پانی کی ایک نہر میں سے گزر رہا تھا اور چھت اس کے سر سے کوئی ایک دو فٹ اونچی ہے۔ لہر ذرا بلند ہوتی تھی تو اس کا سر چھت سے ٹکرا جاتا تھا۔

روشنی کا سوراخ اصل میں پانی کے غار کا وہ منہ تھا جہاں سے نہر کا پانی باہر جا رہا تھا۔ نہر کے غار کے اندر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اب روشنی ہو گئی تھی اور عنبر پانی کی لہروں کو باہر نکلتے صاف دیکھ رہا تھا۔ وہاں اسے کوئی صندوق نظر نہیں آرہا تھا جس میں ناگ بیٹھا ہو۔ نہر کے پانی نے عنبر کو غار سے باہر نکال دیا۔ باہر نکل کر عنبر نے دیکھا کہ وہ دو بڑے اونچے اونچے پہاڑوں کے درمیان میں سے گزر رہا ہے۔ پانی پہاڑ کی اوپر تک بلند ہوتی دیوار کے ساتھ ٹکرا رہا ہے۔ دو پہاڑوں کے درمیان یہ ایک تنگ سی گلی تھی جس میں سے پانی کا ریلا اسے بہائے لیے جا رہا تھا۔ آگے جا کر پانی کی نہر چوڑی ہو گئی اور پھر پتھروں کے بڑے بڑے ٹکڑوں میں سے گزرتی سامنے کھڑے بہت بڑے پہاڑ میں داخل ہو رہی تھی۔

یہاں پہاڑ کے اندر جو سوراخ تھا اس میں چھ مگرمچھ منہ کھولے بیٹھے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ اگر ناگ کا صندوق ادھر سے گزرا ہو گا تو ان مگرمچھوں نے اسے ہڑپ کر لیا ہو گا اور اگر ناگ نے ہمت سے کام لیا ہو گا، تو وہ صندوق کو ہاتھ کے تھپیڑوں سے بہاتا دوسری طرف لے گیا ہو گا۔ عنبر بھی تیرتا ہوا دوسری طرف آ گیا۔ یہاں ایک جگہ کنارہ زیادہ اونچا نہیں تھا اور ڈھلانی دیوار پر جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ عنبر ان کو پکڑ

کر طوفانی نہر سے باہر نکل آیا

پہاڑ کی ڈھلان پر اوپر چڑھ کر اس نے دیکھا تھوڑی دور تک پتھروں کا ایک میدان سا چلا گیا تھا۔ عنبر کو ایک جگہ کوئی شے پڑی ہوئی دکھائی دی۔ وہ بھاگ کر قریب گیا تو دیکھا کہ وہ وہی صندوق تھا جس میں مردے ناگ کو اٹھائے لیے جا رہے تھے۔ صندوق خالی تھا اور نیچے سے اس کے تختے اکھڑ چکے تھے۔ عنبر نے جھک کر زمین پر عجیب و غریب قسم کے پیروں کے نشان دیکھے۔ یہ پیر بہت بڑے تھے۔ عنبر نے اس میں اپنا پاؤں رکھا تو وہ ننھا سا لگا۔ اس دیو قامت پاؤں کے نشان کے ساتھ نوکیلے پنجے بھی تھے۔ عنبر کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اتنا بڑا جانور یہاں کہاں سے آ گیا تھا؟ عنبر نے ارد گرد نگاہ دوڑائی تو اسے عجیب سے پہاڑوں کا نقشہ لگا۔ وہ دیو قامت پاؤں کے نشان پہ آگے بڑھا۔ صاف ظاہر تھا کہ ناگ کو کوئی دیو ہیکل جانور یا درندہ اٹھا کر لے گیا ہے۔ عنبر پاؤں کے نشانوں کے ساتھ ساتھ چلتا ایک وادی میں داخل ہو گیا۔ ایسی وادی اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ درخت اتنے اونچے تھے کہ آسمان سے باتیں کر رہے تھے۔ کھیت کہیں نہیں تھے۔ جھاڑیوں میں عجیب عجیب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رنگوں کے پوڑے چوڑے پتوں والے پھول کھلے تھے۔
زمین پر بڑے بڑے پتھر بکھرے ہوئے تھے۔ آسمان
کا رنگ پھیکا اور جہاں سورج غروب ہوتا ہے وہاں کالا
کالا تھا۔ کسی درخت پر کوئی چڑیا یا دوسرا پرندہ بھی
نہیں بول رہا تھا۔ ہر طرف موت کی خاموشی چھائی تھی۔
عنبر نے جھک کر دیکھا۔ یہاں دیو ہیکل جانور کے
پیروں کے نشان آگے جنگل والے اونچے اونچے درختوں
کے جھنڈ اور پہاڑ کی طرف جا رہے تھے۔ عنبر ان پاؤں
کے سراغ لیتا آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ آگے جاکر
جہاں وادی ختم ہوتی تھی وہاں سے جنگل شروع ہو
جاتا تھا۔ یہ جنگل اس قدر گھنا تھا کہ اس میں دن کے وقت
بھی اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔ دیو ہیکل جانور کے پاؤں کے
نشان جنگل میں جا رہے تھے۔ ظاہر تھا کہ ناگ کو لے کر
وہ اسی جنگل میں گیا ہو گا۔ عنبر بھی جنگل میں داخل ہو
گیا۔ جوں جوں وہ جنگل میں آگے بڑھتا گیا اندھیرا اور
زیادہ گہرا ہوتا گیا۔ اب اسے زمین پر دیو پیکر جانور
کے پاؤں کے بڑے بڑے نشان بھی نظر نہیں آرہے
تھے۔ یہاں جگہ جگہ دلدل تھی اور ان میں سے بھاپ
خارج ہو رہی تھی۔ عنبر کو اچانک کسی جانور کی دل

ہلا دینے والی چیخ سنائی دی۔ چیخ اس قدر قریب سے
سنائی دی تھی کہ ایک بار تو عنبر بھی کانپ اٹھا اور جلدی
سے ایک درخت کے اوپر چڑھ گیا اور اس کی شاخوں
میں سے نیچے جھانک کر دیکھنے لگا کہ یہ کس بلا کی چیخ
تھی؟

O

یہ ہولناک چیخ کس کی تھی؟
ناگ کو کون اغوا کر کے لے گیا تھا؟
ماریا کی عنبر اور ناگ سے کہاں ملاقات ہوئی؟
ماریا جب ملک بابل کی طرف گئی تو اس پر کیا بیتی؟
خلائی لڑکی جو انگوٹھی کی شکل میں امجد کی انگلی میں تھی لاہور
آکر کیسے ظاہر ہوئی؟
ان سوالوں کے جواب عنبر ناگ ماریا کی اگلی قسط نمبر ۶۶
"وہ عنبر سانپ بن گیا" میں پڑھیے گا۔